
گلدستۂ نعت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ کتاب مجھ کو بہت بوسیدہ حالت میں ملی، پوری کتاب خاکیا پیلی ہو چکی تھی اس کا ٹائٹل صفحہ غائب تھا

اس کے صفحوں کا شمار میں بھی کچھ غلطیاں ہیں مسلاً ۴۱ اور ۴۲ دو بار ہیں

جو بھی ہو اس میں ایک نعت موج کوثر صفحہ نمبر ۲۷ پر ہے بہت عمدہ ہے

یہ کتاب میرے بڑے بھائی کے ذخیرے میں ملی اور انہی کے ایماء پر یہ کتاب

کو ای بک بنا کر آپ کے پیش خدمت ہے

I Got this book in very bad conditions all the pages had become brownish yellow and the papers were almost tearing when one is trying to turn. There is a mistake in page numbering 41 & 42 has been repeated. What ever it is it has a very beautiful naat by name mauj I kausar on page no 27

This book was found in my brothers collection and on his insistence I scanned and made this e book

عرفی مشتاب این رہ نعت است نہ صحراست
آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قلم را

فراق گورکھپوری

انوار بے شمار معدود نہیں
رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام
وہ امت اسلام میں محدود نہیں
(در رسالہ جگناتھ صاحب آزاد)

ظل عباس عباسی امروہوی
(۹، بی ہیرجی گوند بلڈنگ ناگپاڑہ بمبئی) ۸

**شکریہ** ان تمام اصحاب کا جنھوں نے اس نمبر کے سلسلہ میں تعاون و اشتراک عمل فرمایا۔

نیز ان تمام حضرات کا بھی جنھوں نے نئی راہ کے جشن ولادت یا ربیع الاول نمبر کی ابتدا کی

خاص طور پر تمام مضمون نگار صاحبان اور شعرائے کرام کا جنھوں نے ان نمبروں کے لئے تازہ مقالات یا نعتیں مرحمت فرمائیں۔

علی الخصوص محمد یوسف صاحب بانکوٹی کا جنھوں نے قدر شناسی اور ہمت افزائی کا مظاہرہ کیا اور اپنی طرف سے جشن ولادت کے نسخے کثیر تعداد میں ہمارا اشتراک کی لائبریریوں کو مفت تقسیم کئے۔

**معذرت** شکریہ کے ساتھ ساتھ میں لکھائی اور چھپائی کے سلسلہ میں خاص طور سے معذرت خواہ ہوں اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ اعلان کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ

آئندہ ان شاء اللہ ہر نمبر کی کتابت اور طباعت بہت صاف اور ستھری ہوا کرے گی۔ یعنی

یا آئندہ کوئی نمبر شائع نہیں کیا جائے گا یا اس سے بہتر طور پر شائع کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ شعرائے کرام سے بھی معذرت خواہ ہوں کہ تمام نعتیں صفحات کی کمی کی وجہ سے شامل نہیں کی جا سکیں۔ اس کے علاوہ ترتیب بھی وہ نہیں رہی جو ہونی چاہئے تھی۔ بعض ناموں کے ساتھ القاب اور آداب بھی کتابت کی نذر ہو گئے۔

بہر کیف یہ ایک "نذر عقیدت" ہے جو ہر شاعر نے اپنی فکر و بصیرت کے مطابق فخر کائنات کے حضور گزرانی ہے اور اسی حیثیت سے اس پر نظر بھی ڈالنی چاہئے۔

# گلدستہ نعت

## (۲۰) مشہور شعرا کی نعتیں



## (۲۱) چند اور نعتیں (مطبوعہ)



## تازہ نعتیں!!

---

## خواتین کی نعتیں



---

### جوش ملیح آبادی

## "بے مثال جلیل القدر انسان"

"جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے اس تمام رندی و آزادروی کے باوصف میرے دل کو پیغمبر اسلام کی شخصیت کے ساتھ وہ تعلق ہے جسے شدید عقیدت و محبت کے تعلق کے سوا اور کچھ کہا ہی نہیں جا سکتا۔ اور یہ میرا عقیدہ محکم بہ دلائل محکم ہے کہ جب سے یہ نظام (کائنات؟) کا کاروبار جاری ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج کی تاریخ تک ہمارا یہ آفتاب "محمد عربی" سے بہتر انسان پر نہیں چمکا ہے۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(ریاست دہلی ۱۸ مئی سنہ ۱۹۵۳ء)

## آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اگر حضرت موسیٰ پرتو جلال تھے تو حضرت عیسیٰ مظہر جمال، لیکن آنحضرت صلعم کی ذات صاحب کمال ہے۔ اس لئے کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ آپ لے لیجئے ہر ایک میں آپ کی مہارت اہل بصیرت کے لئے نمایاں طور پہ نظر آئے گی۔

ایم۔ اے پرکار
(سابق ایڈیٹر خیر و امن)

مولانا ظفر علیخان

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمھیں تو ہو　　ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمھیں تو ہو

پھوٹا جو سینۂ شبِ تارِ الست سے　　اس نورِ اولیں کا اُجالا تمھیں تو ہو

سب کچھ تمھارے واسطے پیدا کیا گیا　　سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمھیں تو ہو

اے تاجدارِ یثرب و بطحیٰ تمھیں تو ہو!

| | | | |
|---|---|---|---|
| جشن ولادت غیر مجلد | عہ/۱۲ | جشن ولادت مجلد | عہ/۱۲ |
| گلدستہ نعت ،، | ۱۰/ | جشن ولادت معہ ضمیمہ مجلد | ۶/ |
| گلدستہ نعت معہ ضمیمہ غیر مجلد | عہ/ | گلدستہ نعت معہ ضمیمہ مجلد | عہ/۸ |

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات نوٹ فرمالیں۔
محصول ڈاک مجلد کے لئے ۱۰/ اور غیر مجلد کے لئے ۸

- پانچ نسخے ایک ساتھ منگوانے پر محصول ڈاک نہیں لیا جائے گا
- تاجرانہ کمیشن کے سلسلہ میں ادارہ نئی راہ سے خط و کتابت کی جائے۔
- لائبریریوں کے ساتھ خصوصی رعائت برتی جائے گی۔

# پیش لفظ

پروفیسر رشید احمد صدیقی

نعت کہنا آسان نہیں ہے۔ یہ نعت کی خوش نصیبی ہے کہ نعت گویوں کو سراہنے والے بہت مل جاتے ہیں؟ یہ نعت کی بدنصیبی ہے۔ سرکارِ دو عالم سے عام شعرا جس عقیدت کا اظہار کرتے ہیں وہ رسمی یا مذہبی زیادہ ہوتی ہے شخصی بہت کم۔ نعت ہی نہیں دوسری اصنافِ سخن کا بھی یہی حال ہے اس لئے ہمارے ہاں کی شاعری زیادہ تر ذخیرے کی شاعری ہو کر رہ گئی ہے۔

آج سے پہلے حمد و نعت میں کچھ نہ کچھ کہنا ہر شاعر کے لئے ضروری ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ کیا تھا۔ خدا ہو، رسول ہوں، کوئی ہو جب تک شاعر کو اس سے شخصی شغف نہ ہوگا بات نہ بنے گی۔

کبھی بہت زیادہ، اب بہت کم، نعتیہ شاعری پر وجد یا رقص کرنا بعضوں کے نزدیک عبادت ورنہ خوش اطواری یا وضعداری سمجھی جاتی تھی۔ سماع کی محفلوں میں آپ نے کیسے کیسے بے سرے گانوں یا اشعار پر لوگوں کو "دست افشاں دیا سے کوباں" دیکھا ہوگا میں یہ نہیں کہتا کہ نغمہ یا نعت کا اثر نہیں ہوتا۔ میں تو صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ لا یعنی اشعار یا گانے پر سر دھننا کوئی سلیقہ کی بات نہیں ہے۔ میرا تو یہاں تک خیال ہے کہ گھٹیا شعر بڑھیا سے بڑھیا گانے کو چوپٹ کر دیتا ہے۔ ایسے اشعار یا ایسے گانے پر بھی اگر کوئی رقص یا وجد کرے اور یہ بتلائے کہ یہ عبادت ہے تو پھر میں کچھ نہ کہوں گا۔ سوائے اس کے کہ میں عبادت کا قائل ہوں، لیکن اس پر تیار نہیں ہوں کہ عبادت آپ کریں اور خوں بہا میں ادا کروں۔

اردو نعت میں بھی چند بزرگوں کا قائل ہوں مثلاً حالی مرحوم، اصغر گونڈوی مرحوم اور حضرت اقبال مغفور کا۔

جہاں تک شاعرانہ حسن آفرینی و حسن کاری کا تعلق ہے محسن کاکوروی مرحوم کے کمال کا بھی معترف ہوں، کیسی پرخلوص پر خط پا ہوں سے کس لطف و مشاقی سے یہ

گزرے ہیں کہ بے اختیار دل سے تحسین نکلتی ہے۔ لیکن محسن کے ہاں صناعی ہے سپردگی نہیں، تخئیل کی رعنائی ہے۔ روح کی وارفتگی نہیں۔ سخن ہے تشغف نہیں۔

حالی مجسم انسانیت تھے پھر رحمت عالم کے حضور میں، اردو نعت میں آج تک نظم کہی گئی ہو یا نثر حالی کی نعت کا جواب نہ ہوا۔ ایک سے ایک سحر طراز آئے لیکن حالی سے نہ آگے بڑھ سکے نہ ہمدوش ہو سکے۔ مستفید بھی ہوئے۔

اقبال کو رسالت مآب سے جو شخصی والہانہ محبت و عقیدت تھی وہ طرح طرح سے ان کے کلام میں جلوہ گر ہے۔ مجھے اکثر یہ محسوس ہوا ہے کہ اقبال کے کلام کا وزن، وقار اور حسن و جلال رسول عربی ہی کی گراں مایہ شخصیت کے محور پر گردش کرتا ہے اور یہی وہ قوت ہے جو ان کے کلام میں کبھی کہیں سے ڈھیلا پن نہیں آنے دیتی۔

اقبال کے بعض نکتہ چیں یہ کہتے ہیں کہ اقبال پر مذہب کی گرفت ہے یہ اعتراض سطحی اور اصطلاحی ہے۔ دراصل اقبال پر سب سے بڑے انسان کی گرفت ہے سب سے بڑے مذہب کی نہیں اور اقبال کا یہ اتنا بڑا امتیاز ہے جو صرف بہت ہی بڑے اشخاص یا شعراء کے حصہ میں آیا ہے۔

نعتیہ کلام کی محرومی یہ رہی ہے کہ ہمارے بیشتر شعراء نے اسے ایک مقدس رسم سمجھ کر اختیار کی۔ سننے والوں نے ثواب کی خاطر آہ یا واہ کر لی۔ اس طرح کے کلام اس طرح کے شعراء اور اس طرح کے مقاصد نے مل جل کر نعت کو تشریفوں یا شاعروں کا شیوہ نہیں۔ میراثیوں کا پیشہ بنا دیا

(گلبانگ حرم)

رشید احمد صدیقی
یونیورسٹی - علی گڑھ (یوپی)

# حضور رسالت مآب ﷺ میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامہ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رخت سفر روانہ ہوا
قیود شام و سحر میں بسر تو کی لیکن
نظام کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا

---

کہا حضور نے اے عندلیب باغِ حجاز
کلی کلی ہے تری گرمیٔ نوا سے گداز
ہمیشہ سر خوش جام ولا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تری غیرت سجود نیاز
اڑا جو پستیٔ دنیا سے تو سوئے گردوں
سکھائی تجھ کو ملائک نے رفعت پرواز
نکل کے باغ جہاں سے برنگ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تو آیا؟

حضور دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

(ڈاکٹر سر محمد اقبال)

# ولادتِ رحمۃ للعالمینؐ

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت
بڑھا جانبِ بوقبیس ابرِ رحمت
ادا خاکِ بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ و نویدِ مسیحاؑ!

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

حالیؔ

# سلام

سلام اے آمنہؓ کے لال اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے ظلِّ رحمانی، سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے سِرِّ وحدت، اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی، زہے تشریفِ ارزانی

ترے آنے سے رونق آ گئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہو گیا پھر فضلِ ربانی

سلام اے صاحبِ خلقِ عظیم انساں کو سکھلا دے
یہی اعمالِ پاکیزہ، یہی اشغالِ روحانی

تری صورت، تری سیرت، ترا نقشا، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

اگرچہ فقرِ فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرِّ کسرائی و خاقانی

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرّے کو تابانی

حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی

ترا در ہو مرا سر ہو، مرا دل ہو ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

(حفیظ جالندھری)

# سلامٌ علیک

(تضمین بر غزل مولانا جامی رح)

بحضرت شہِ ہر دو سرا سلام علیک — بجانب نگہِ مصطفیٰ سلام علیک
بصد ہزار ادب التجا سلام علیک — ز من بریں بہ مدینہ صبا سلام علیک
چنانکہ می برد اہل وفا سلام علیک

حریم قدس میں دے حاضری بہ قلب صمیم — دکھا دو زار ادب پہنچ کے پیش حلیم
دعائیں مانگ بر دے مقام ابراہیم[1] — رساں رساں بہ در روضۂ رسول کریم
بصد تضرع زما بینوا سلام علیک

خدائے رحمت عالم رہِ بشان کرم — بہ ذوق و شوق و دعا ہائے بے پدید ہم
کہیں ہی جا بہ ادب عرض مدعا بہیم — بروز عین توقع کر از گنہگارم
نہ رو کنی بہ پذیری شہا سلام علیک

جنون شوق میں شاید کبھی ہو کچھ خامی — ستا رہا ہے بہت دل کو رنج ناکامی
حمید کا نہیں تیری سوا کوئی حامی — ز خستہ عاجز و مسکین و ناتواں جامی
رساں بحضرت او اے صبا سلام علیک

زائر حرم حضرت حمید صدیقی لکھنوی

[1] باب کعبہ کی سمت مقابل میں محل نشان قدم ابراہیم ہے جو قرآن شریف میں مقام ابراہیم کہا گیا ہے

# سلام

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ جو ٹوٹی امیدوں کا سہارا تھا
سلام اس پر کہ جس نے گیسوئے فطرت سنوارا تھا

سلام اس پر کہ جس نے بیقرار دل کو سکوں بخشا
سلام اس جانِ رحمت پر چچا کا جس نے خوں بخشا

سلام اس پر کہ اسرارِ نبوت جس نے سمجھائے
سلام اسپر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اسپر کہ جس نے … پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اسپر کہ جس نے گالیاں سنکر دعائیں دیں

سلام اسپر کہ جسکا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں

سلام اسپر جو فاقہ کر کے بھوکوں کو کھلاتا تھا
سلام اسپر مسجد کے لئے پتھر اٹھاتا تھا

سلام اسپر گذارا جسکا اک نانِ جویں پر تھا
سلام اسپر بچھونا جسکا پتھریلی زمیں پر تھا

سلام اسپر کہ جسکی چاند تاروں نے گواہی دی
سلام اسپر کہ جسکی سنگ پاروں نے گواہی دی

سلام اسپر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اسپر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

سلام اسپر وطن کے لوگ جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اسپر کہ گھر والے بھی جسکو تنگ کرتے تھے

سلام اسپر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا
سلام اسپر کہ جسکے حکم سے سورج پلٹ آیا

سلام اسپر جسے منظور تھی آسائش امت کی
سلام اسپر کہ جس کو فکر بخشائش تھی امت کی

مولانا ماہر القادری

# رسول عربیؐ

وہ رسول عربیؐ فخر رسولان سلف — ذات اقدس سے ملا جسکی زمانہ کو شرف
جس پہ نازل ہوا قرآن سا کامل مصحف — جسکے تابع ہیں جن و انس و ملائک کی بھی صف
اک وہی شمع نبوت جو ضیا بار ہوئی
ساری تاریک فضا مطلع انوار ہوئی

ہر زمانے میں پیمبر بھی نبی بھی آئے — مصلح ملی و ملکی بھی رشی بھی آئے
حق کے جو بندہ بھی حق کے ولی بھی آئے — واقف محرم سر ازلی بھی آئے
آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم بن کر

کس نے جام مئے توحید پلایا سب کو — کس نے پیغام مساوات سنایا سب کو
راستہ کس نے حقیقت کا دکھایا سب کو — کس نے اس حسن کا دیوانہ بنایا سب کو
تم نے دیکھا ہے بہت دفتر پیغام اسکا
اور ملا کوئی گذرا ہو تو لو نام اس کا

کوئی صدیق سا گذرا ہو تو للہ دکھاؤ — تم نے فاروق سا دیکھا ہو تو للہ دکھاؤ
کوئی عثمان سا آیا ہو تو للہ دکھاؤ — کوئی حیدر سا پایا ہو تو للہ دکھاؤ
ثانی احمد بے میم تو کیا لاؤ گے
اسکی امت کی مثالیں بھی نہیں پاؤ گے

(حضرت جگر مرادآبادی)

# شبِ ولادت

یہ شب اور یہ شب کی بہار اللہ اللہ — یہ چاند اور یہ اس کا نکھار اللہ اللہ
مجلی مجلی درخشاں درخشاں — ہر اک شے ہے خود جلوہ بار اللہ اللہ
فضا میں تجلی خلا میں تجلی — ہے ظلمت کو اک انتشار اللہ اللہ
چمن مہکا مہکا جہاں مہکا مہکا — ہر اک ذرہ ہے عطر بار اللہ اللہ
ملائک میں اک شور صلِ علیٰ ہے — دو عالم میں ہے اک پکار اللہ اللہ
ازل سے ہے جو تاج شاہی کا حامل — ہے آنے کو وہ تاجدار اللہ اللہ
نبی مکرم شفیع دو عالم — جو ہے رحمت کردگار اللہ اللہ
امید گل بار آرزوئے زمانہ — جو ہے نازش روزگار اللہ اللہ
حبیب الٰہی طبیب دو عالم — دوائے دل بے قرار اللہ اللہ
غریبوں کا والی یتیموں کا مولیٰ — کرم گستر و غمگسار اللہ اللہ
غلاموں کا ماوا فقیروں کا ملجا — اخوت کا آئینہ دار اللہ اللہ
سر بزم اک شمع ہر رنگ و ہر گوں — سر رزم اک شہسوار اللہ اللہ
یہ عالم کہ با وصف مختاریٔ کل — یہ علم اور یہ انکسار اللہ اللہ
گماں کو بھی آخر یقیں ہو رہا ہے — حقیقت ہے خود آشکار اللہ اللہ
درود و سلام اس گل سر حق پر — بہاروں کی جو ہے بہار اللہ اللہ

ہوں بہزاد مست ولائے محمدؐ
ازل سے ہے ابتک خمار اللہ اللہ

# سلام

السلام اے شاہِ بطحیٰ السلام
السلام اے صاحبِ لطف و کرم
السلام اے قاطعِ ہر بند و غم
السلام عالی ہمم والا شیم
السلام اے جانِ کعبہ السلام

السلام اے حاملِ دنیا و دیں
السلام اے بے مثال و بے نیاز
السلام اے مالکِ خلدِ بریں
السلام اے درد دل کے چارہ ساز
السلام اے جانِ جانِ عارفیں
السلام اے واقفِ دنیائے راز
السلام اے سب کے مولا السلام
السلام اے میرے آقا السلام

السلام اے صد ہزاراں اولیاء
السلام اے فخرِ جملہ انبیاء
السلام اے ابتدا و انتہا
بے نظیر و پاک و یکتا السلام
السلام اے شاہِ بطحیٰ السلام

بہزاد لکھنوی

# تاجِ شہِ انبیا محمدؐ

پیدا ہوئے حضرت پیمبرؐ — پیدا ہوئے بادشاہ ذی جاہ
صبح قدرت سے سعد اکبر — آرائش تخت "لی مع اللہ"
واللیل اشارتے ز مویش — عین عرفان و مردم عین
والشمس عبارتے ز رویش — ابروئے جبین قاب قوسین
خورشید سپہر دین محمدؐ — جان و دل مرسلین محمدؐ
نور عین الیقین محمدؐ — روح روح الامین محمدؐ

پیدا ہوئے فیض طریقت — پیدا ہوئے خاتم النبیین
پیدا ہوئے کعبہ حقیقت — مہر فرمان عز و تمکین
مقصود ازل ابد و اعلیٰ — با میم احمد احد بلا میم
منظور حضور حق تعالیٰ — شائستہ صد صلوٰۃ و تسلیم
سلطان فلک حشم محمدؐ — گنجینۂ اصطفا محمدؐ
مہر عرب و عجم محمدؐ — آئین حق نما محمدؐ

# میرا سلام لے جا

(حفیظ جالندھری)

قسمت کے آسماں پر چمکا کہکشاں پر
چمکا ترا ستارہ
اُس در پہ حاضری کا تجھ کو ہوا اشارا

اے بختیار بندے
اے کامگار بندے
تیری مراد مندی تقدیر کی بلندی
تجھ کو پکارتی ہے
آ باریاب ہو جا
اے ذرّہ محبت جا آفتاب ہو جا

دربار میں چلا ہے
سرکار میں چلا ہے
رخت سفر اٹھا لے اللہ کے حوالے
یثرب کے جانے والے سن اک پیام لے جا

میرا سلام لے جا

(۲)

میری یہ سرد آہیں یہ منتظر نگاہیں
ان کا خیال کرنا
لیکن نہیں مناسب کچھ عرض حال کرنا

وہ جانتے ہیں سب کچھ
پہچانتے ہیں سب کچھ
ناشاد آرزوئیں برباد آرزوئیں

بے تاب ہو رہی ہیں
تاہم خموش رہنا
آنکھوں سے دیکھتا جا منہ سے مگر نہ کہنا

یہ صبح و شام میرے
سب منتے ہیں تیرے
ان سے کوئی بھلائی دیتی نہیں دکھائی

لے جا کے تو بھائی یہ صبح و شام لے جا
میرا سلام لے جا

(۳)

ہر چیز کھو چکا ہوں برباد ہو چکا ہوں
یہ زندگی ہے میری
اس وقت پاس میرے شرمندگی ہے میری

کچھ ارمغاں نہیں ہے
جز این و آں نہیں ہے

مفلس ہوں بینوا ہوں کچھ بھی نہیں کیا ہوں
تحفے نہ مانگ مجھ سے
نادم نہ کر خدا را
دل تیری پاس ہو تو یہ ہے مجھے گوارا
میرا کلام کیا ہے؟
یہ جنسِ خام کیا ہے؟
بیارمغاں خوشی سے چاہو تو ہاں خوشی سے
اے مہرباں خوشی سے یہ جنس خام لے جا
میرا سلام لے جا

(۴)

فریاد دہ ہو ہیں صہبائے آرزو میں
وہ جوش ہی نہیں ہے
ٹوٹا ہوا بھی ہے دل خاموش ہی نہیں ہے
سرشار کرنے والی
شے ہو چکی ہے خالی
مے خانۂ یقیں سے اُس کو بہ بہتریں سے
ایمانِ آتشیں سے
پھر اس کو بھر کے لانا

ہے عرض دست بستہ گو دور کا ہے رستہ
اور جام بھی شکستہ لیکن یہ جام لے جا
میرا سلام لے جا

(۳)

یہ اشک بار آنکھیں طوفان خیز آنکھیں
اب خشک ہو چکی ہیں
دریا کہاں سے لائیں قطرے کو رو چکی ہیں
ورنہ یہ آرزو تھی
مدت سے جستجو تھی
کشتی بنا کے دل کو اور پھر سجا کے دل کو
تیرے کے جانے والے
اس میں تجھے بٹھاؤں
دنیائے سرمدی کے ساحل پہ لے کے جاؤں
خیر اے دلبر فائد
ہوتی ہے دید شاید
جا میرے طرح سلامت لے جا میری محبت
لے جا میری عقیدت میرا سلام لے جا
میرا سلام لے جا

# یا نبی سلام علیک

آپ ہیں محبوبِ عالم — مظہرِ رحمت مجسم
آپ پر قربان ہیں ہم — ورد رکھتے ہیں یہ ہر دم

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

اے شہنشاہ دو عالم — سیّد اولادِ آدم!
معدنِ رحمت ترحّم — آپ کے کہلاتے ہیں ہم

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

دستگیرِ بے نوا ہو — حامیٔ بے دست و پا ہو
شافعِ روزِ جزا ہو — مظہرِ شانِ خدا ہو

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

مرہمِ دلِ خستگاں ہو — چارہ بیچارگاں ہو
داورِ دردِ نہاں ہو — ہر مصیبت سے اماں ہو

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

اشرفی مسکیں تمہارا — کر کے دنیا سے کنارا
رکھتا ہے تم سے سہارا — لو خبر جلدی خدارا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک

اصغر مرحوم کی شاعری میں نزہت و نور کی جو فضا ہے وہ ان کے شخصی تاثرات سے مل مل کر نعت میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ غالباً ایک ہی نعت کہی ہے اور خوب کہی ہے ——— (پروفیسر رشید احمد صدیقی)

# نعت سرورِ کائنات ؐ

کچھ اور عشق کا حاصل نہ عشق کا مقصود — جز اینکہ لطفِ خلشہائے نالۂ بے سود
مگر یہ لطف بھی ہے کچھ حجاب کے دم سے — جو اٹھ گیا کہیں پردہ تو پھر زیاں ہے نہ سود
ہلکہ یہ عشق سے چھیڑے تو سازِ ہستی کو — ہر اک پردہ میں ہے نغمۂ "ہو الموجود"
یہ کون سامنے ہے؟ صاف کہہ نہیں سکتا — بڑے غضب کی ہے نیرنگیٔ طلسمِ نمود
اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے — جو کچھ کہا تو ترا حسن ہو گیا محدود
نہ میرے ذوق کو ہے مدعا سے غرض — نہ کام شوق کو پروائے منزلِ مقصود
مرا وجود ہی خود انقیاد و طاعت ہے — کہ ریشے ریشے میں ساری ہے اک جبینِ سجود

مقامِ جہل کو پایا نہ علم و عرفاں نے
میں بے خبر ہوں بہ اندازۂ فریبِ شہود

جو ان کے شوق میں یوں محو آفتاب ہوا — میں بے خبر ہوں بہ اندازۂ فریبِ شہود
جلوں میں جانِ حزیں کو نثار کر ڈالوں — نہ دیں جو اہلِ شریعت جبیں کو اذنِ سجود
وہ رازِ خلقتِ ہستی وہ معنیٔ کونین — وہ جانِ حسنِ ازل وہ بہارِ صبحِ وجود
وہ آفتابِ حرم نازنینِ کنجِ حرا — وہ دل کا نور وہ اربابِ درد کا مقصود
وہ سرورِ دو جہاں وہ محمدِ عربی ؐ — بروحِ اعظم و پاکش درودِ نامحدود

ضیائے حسن کا ادنیٰ سا یہ کرشمہ ہے
چمک گئی ہے شبستانِ غیب بزمِ شہود

نگاہِ ناز میں پنہاں ہیں نکتہ ہائے فنا
چھپا ہے خنجرِ ابرو میں رمزِ "لاموجود"

وہ مست شاہدِ رعنا نگاہ سحر طراز
وہ جام نیم شبی، نرگسِ خمار آلود

کچھ اس ادا سے مرا اس نے مدعا پوچھا
ڈھلک پڑا مری آنکھوں سے گوہرِ مقصود

ذرا خبر نہ رہی ہوش و عقل و ایماں کی
یہ شعر پڑھ کے ڈالدی وہیں جبینِ سجود

جو بعد خاک شدن یا زیاں بود یا سود
بہ نقد خاک شوم بنگرم چہ خواہد بود

حضرت اصغر گونڈوی مرحوم

---

# سرورِ عالم

آدمی مہمل تھا نہ زندگی انساں تھی
نہ تھا جب تاریکی و انوار کا احساس بھی

نورِ تیرا گرمئ ایمانِ ہستی جب بھی تھا
تو بہارِ دردِ دلق سامانِ ہستی جب بھی تھا

سام کے نغموں سے پھوٹا نغمۂ مولودِ حسن
اور سلیمانؑ نے سنایا، نغمۂ مولودِ حسن

راگنی کب سے چھڑی تھی سازِ ناموجود کی
دی خبر گوپال نے آخر ترے مولود کی

جلوۂ رنگیں اوستا میں ترا موجود تھا
سازِ گوتم میں بھی تیرا نغمہ موجود تھا

مرسلینِ حق نے حسن نغمات کی تمہید کی
تو نے اُن نغمات کی تائید کی تجدید کی

کرشن کی بنسی میں ترے زمزمے گونجا کیے
کیف سے کون و مکاں تڑپا کیے جھوما کیے

حضرت ساغر نظامی

# موجِ کوثر

علامہ اقبال احمد خاں صاحب سہیل
ایم اے ال. ال. بی علیگ

## تعارف

ہمارے محترم دوست مولوی اقبال احمد خان صاحب سہیل کی شاعری عرفِ تعارف و تبصرے سے مستغنی بلکہ اس کے حدود سے بہت آگے بڑھ گئی ہے خصوصاً کوثر و تسنیم کے اس آبِ زلال کی لذت و حلاوت اور خم کدۂ نعت کی اس شرابِ طہور کے کیف و سرور کے متعلق کچھ لکھنا تنہا آفتاب کو چراغ دکھانا بلکہ اس کی جہاں بخشی اور تنویر کا تعارف کرانا ہے جس کا مجرم بننا کوئی انسان پسند نہیں کر سکتا۔

حضرتِ سہیل کی نعتیں اپنے گوناگوں ظاہری اور معنوی محاسن کے اعتبار سے اردو نعتوں میں ایک امتیازی درجہ اور انفرادی شان رکھتی ہیں۔ اب تک خیالات کی بے اعتدالی، الفاظ کی بے احتیاطی، حقیقت سے دوری اور ناپسندیدہ مبالغہ اردو نعتوں کا مشترکہ وصف یا نقص رہا ہے، بلکہ جس نعت میں جتنے ہی مبالغہ کے ساتھ یہ اوصاف پائے جاتے ہیں اتنے ہی اس کو عوام میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

حضرتِ سہیل نے اپنی نعتوں میں خیالات و الفاظ کے اعتدال و توازن، حقیقت نگاری اور صحیح مدحِ نبوی کا نیا یا کم از کم بلند تر نمونہ پیش کیا ہے مثلاً

جتنے فضائل، جتنے محاسن، ممکن میں ہو سکتے تھے ممکن
حق نے کئے سب آپ میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم
بدرجہا ہر ایک سے افضل، اشرف و اکمل، اطیب و اجمل
اصدق و اعدل، اجود و احسن، صلی اللہ علیہ وسلم

اور ان کا کمال یہ ہے کہ حقیقت نگاری کے باوجود شاعرانہ لطافتوں کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا، مثلاً

نوری تن کملی میں چھپائے بادل میں بجلی لہرائے
نور کا مینہہ برسائے رم جھم صلی اللہ علیہ وسلم
شرح الم نشرح دہ سینہ، برق تجلی کا گنجینہ
جگمگ جگمگ چم چم چم جب صلی اللہ علیہ وسلم
صدر امم سلطان مدینہ وہ جس کے کف پا کا پسینہ
گلدرۂ فردوس کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

اس نظم میں قرآن و مقولات کے ساتھ دور جدید کے بہت سے دستوری، آئینی اقتصادی، سیاسی، اجتماعی اور عمرانی مسائل کے متعلق اسلام کی معتدل تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے جس کی جانب ہر شخص کا ذہن منتقل نہیں ہو سکتا۔

نقیر معین الدین احمد ندوی دار المصنفین اعظم گڑھ

# "موجِ کوثر"

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر اول، مرسل خاتم[۱] صلی اللہ علیہ وسلم

جسم مزکیٰ، روحِ مقدس، قلب مجلیٰ، نور مقطر
حسنِ سراپا، خیر مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

طینت جس کی سب سے مطہر، الفت جس کی سب سے موخر
خواہش جس کی سب پر مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

جس کی ہر اک مدح سلیمان، جس کے منادی سبط عمران
جس کے مبشر عیسیٰ مریم صلی اللہ علیہ وسلم

جس کی بشارت ارض مقدس[۲] کی ہر کشور، بابل و کنعاں
سب کی زباں پر مژدۂ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

کفر کی ظلمت جس نے مٹائی، دین کی دولت جس نے لٹائی
لہرایا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ جس کی ذات پر نبوت ختم ہوئی۔
۲؎ مجوسیوں کا پیشوا اور مذہب۔
۳؎ بیت المقدس ۱۲

باغِ جہاں کا خارِ ملامی جس نے مٹائی رسمِ غلامی[1] — پھر سے سنوارا گلشنِ آدم، صلی اللہ علیہ وسلم

بزمِ ملل تھی نظم سے خالی جھگڑے ہی تھے حق کے آلی — اس نے کئے سب آپ کے منتظم، صلی اللہ علیہ وسلم

بچھڑے ہوؤں کو گلے سے ملایا، نسل و وطن کا فرق مٹایا! — مٹ نہ گیا کچھ تفرقہ باہم، صلی اللہ علیہ وسلم

وہم کی ہر زنجیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے جوڑا — شرک کی مشعل کر دی یہ مدھم، صلی اللہ علیہ وسلم

فرد و جماعت، امر و اطاعت، کسب و قناعت، عفو و شجاعت — حل کئے جو اسرار تھے مبہم، صلی اللہ علیہ وسلم

ربط و تصادم، طوع و تحکم، فقر و تنعم، عدل و ترحم — سب کے حدود بتائے باہم، صلی اللہ علیہ وسلم

حفظِ مراتب، پاسِ اخوت، سعی و توکل، رزق و قنوت — تِلْکَ حُدُوْدُ اللہ میں منضم، صلی اللہ علیہ وسلم

الفتِ قربیٰ، قطعِ علائق، حبِّ وطن اور حبِّ خلائق — کر دیئے سب توحید میں مدغم، صلی اللہ علیہ وسلم

جس پہ تصدق وحیِ الٰہی، کنکر دیں جس کی گواہی، — جس کا تفوق سب پہ مسلّم، صلی اللہ علیہ وسلم

خلقِ خدا کا راعیِ آخر، دینِ ہدیٰ کا داعیِ آخر — جس کی دعوت اَسْلِمْ تَسْلَمْ[2] صلی اللہ علیہ وسلم

ارض و سما میں آیۂ رحمت، روزِ جزا میں سایۂ رحمت — اس کے لوائے حمد کا پرچم، صلی اللہ علیہ وسلم

آئینۂ الطافِ الٰہی، رحمت کی لا متناہی! — جس کی ہدایت اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا[3] صلی اللہ علیہ وسلم

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی پتھر برسائے — اُس پر چھڑکی پیار کی شبنم، صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اسلام نے غلاموں کو آقا کے برابر حقوق اور مولیٰ کا خطاب دیکر عملاً غلامی کے مصائب کا خاتمہ کر دیا۔

[2] الفاظِ حدیث جس کے معنی ہیں اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔

[3] مفہومِ حدیث: رحم کرو تم پر خدا رحم کریگا

ستم کے عوض دارو شفا دی، طعن سُنی اور زباں سے دعا دی
زخم سہے اور بخشا مرہم، صلی اللہ علیہ وسلم

جس کا نام اُچھالے داور، آپ رَفَعْنَا لَکَ فرما کر
بزمِ تجلّی جس کا مخیّم[۲]، صلی اللہ علیہ وسلم

صدقے جس کی خاکِ قدم پر تختِ فریدوں تختِ سکندر
سطوتِ کسریٰ شانِ کئے و جم، صلی اللہ علیہ وسلم

فقر و غنا دونوں کا سلطاں، روح و جسد دونوں کا درماں
دین کا اور دنیا کا سنگم، صلی اللہ علیہ وسلم

دلق میں جس نے سلطانی کی، جنگ میں جس نے جہانبانی کی
زہد و سیاست کر دیئے توأم، صلی اللہ علیہ وسلم

لمعۂ قدس، تنِ بے سایہ، جس کی بدولت خلق نے پایا
دینِ مکمّل، خُلقِ متمّم[۱]، صلی اللہ علیہ وسلم

اُسوۂ اکمل[۲]، دینِ مکمّل[۳]، نطقِ مدلّل، وحیِ منزّل
شرعِ معدّل[۴]، سِلمِ مسلّم[۵]، صلی اللہ علیہ وسلم

قبلہ نمائے سجدہ گزاراں، شعلۂ سینا، جلوۂ فاراں
صبحِ بہاراں جس کا مقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

عالمِ ناسوتی کا مجاہد، شاہدِ لاہوتی کا شاہد
شان میں ارفع، صبر میں اقوم، صلی اللہ علیہ وسلم

عمر بسر کی نانِ جویں پر، رکھ کے چلا پا چرخ و زمیں پر
فقر میں استغنا کا یہ عالم، صلی اللہ علیہ وسلم

وہ مصداقِ دنیٰ فتدلّیٰ، جس کی منزل عرشِ معلّیٰ
نکتۂ ما اوحیٰ کا محرم، صلی اللہ علیہ وسلم

نظم میں جس کی نعتِ مطہر اِنّا اعطینٰک الکوثر
اللہ اللہ شانِ معظّم، صلی اللہ علیہ وسلم

شرحِ الم نشرح وہ سینہ، برقِ تجلّی کا گنجینہ
جگمگ جگمگ چم چم چم چم، صلی اللہ علیہ وسلم

جتنے فضائل، جتنے محاسن ممکن ہیں، ہو سکتے تھے ممکن
حق نے کئے سب آپ میں فراہم، صلی اللہ علیہ وسلم

علمِ لدنی، شانِ کریمی، خُلقِ خلیلی، نطقِ کلیمی
زہدِ مسیحا، عفّتِ مریم، صلی اللہ علیہ وسلم

[۲] خیمہ گاڑنے کی جگہ، قیام گاہ!

[۱] کامل [۲] سب سے خوبصورت، نمونہ [۳] قابلِ تقلید یا نمونۂ عمل دین
[۴] متوازن اور معتدل قانون [۵] تسلیم شدہ صلح و امن

زمزمہ ہو داسکا فسانہ، نغمہ داؤد اسکا ترانہ
اسکا ثنا خواں صانع عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ اگر مقصود نہ ہوتے، کون مکاں موجود نہ ہوتے
اور مسجود نہ ہوتے آدمؑ صلی اللہ علیہ وسلم

مقصد امکاں، مہبط قرآں، منبع احساں، مرجع دوراں
روح کے درماں قلب کے مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

نوری تن کملی میں چھپائے، بادل میں بجلی لہرائے
نور کا مینہ برسائے رم جھم صلی اللہ علیہ وسلم

المدثر المزمل ذات انکی کونین کا حاصل
خاک پہ سجدے عرش پہ پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

پردہ کشائے دیدۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
فخر بہائے[۱] دودۂ[۲] آدمؑ صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ اور خدا سے واصل، خاکی اور انوار کا حامل
اُمّی اور اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

اوج شرف کا بدر وہی ہے، بزم رسل کا صدر وہی ہے
بدر منور، صدر مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

صدر امم سلطان مدینہ، وہ جسکے کف پا کا پسینہ
گلگونۂ فردوس کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

حسن کا پیارا نام محمدؐ فیض موید[۳] نور مخلد[۴]
حسن مجرد، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

طٰہٰ اور یٰسین کا مورد، قبلۂ ایماں، حسن کا مولد
دولت سرمد، حسن مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

بعد خدا ہر ایک سے افضل، اشرف و اکمل، اطیب[۱] و اجمل[۲]
اصدق[۳] و اعدل[۴]، اجود[۵] و احکم[۶] صلی اللہ علیہ وسلم

شافع محشر، ماحی عصیاں، حامی مضطر[۷]، حارس[۸] گیہاں
ساقی کوثر، وارث زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

۱ دہی ۲ کامیابی ۳ بڑا پاکیزہ ۴ بڑا جمیل ۵ بڑا سچا ۶ بڑا عادل ۷ بڑا فیاض،
۸ بڑا سچا فیصلہ کرنیوالا ۹ بے بس و مجبور کے حامی ۱۰ محافظ عالم

سروِ سیادت، قامتِ زیبا، صبحِ سعادت، جلوۂ سیما[1] طاقِ عبادت، ابروئے پُرخم، صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدِ بطحا، مخبرِ صادق، عمدہ[2]، وثیقی[3]، مصحفِ ناطق برزخِ کبریٰ، آیۂ محکم، صلی اللہ علیہ وسلم

ابرِ دُرافشاں، سروِ[4] سامی، بدرِ درخشاں، صدرِ گرامی حاذقِ دوراں، چارہ گرِ غم، صلی اللہ علیہ وسلم

باطن و ظاہر، طیّب و طاہر، خسروِ فاخر، کوکبِ باہر[5] جانِ مظاہر، مرکزِ عالم، صلی اللہ علیہ وسلم

کنزِ دقائق[6]، حسنِ حقائق، جانِ حدائق[7]، مدحِ خلائق سب پہ فائق سب پہ مقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

جسکا بدل عطائے نوال، جسکا فضل شفائے عیال جس کا حکم قضائے مبرم[8]، صلی اللہ علیہ وسلم

جسنے بسائی دل کی بستی، جسکا ظہور شبابِ ہستی نزہتِ گیتی جسکا مقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

حسنِ ازل جلوۂ رنگیں، بحرِ قدم کی موجِ نخستیں اوجِ ابد کا نیّرِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

مہرِ رسالت، مہرِ جلالت، یمینِ عدالت، خضرِ دلالت

اے بکمالات ناطقۂ الکُم، صلی اللہ علیہ وسلم

اقبال احمد خاں سہیل،
ایم اے، ال ال بی،
ایڈووکیٹ اعظم گڑھ

۱ پیشانی ۲ مضبوط ۳ سہارا ۴ بلند مرتبہ سردار
۵ روشن ستارا ۶ باریکیاں ۷ باغ ۸ اٹل فیصلہ

# معراج

علامہ اقبال احمد خاں صاحب سہیل
ایم اے۔ ایل ایل بی علیگ

کرے تارِ شعاعی لاکھ اپنی سعی امکانی ۔ رفو ہوتا نہیں اب صبح کا چاکِ گریبانی
وہی سمجھیں گے جو واقف ہیں اسرارِ محبت سے ۔ کہ یکساں جانگسل ہے ذوقِ وصل و دردِ ہجرانی
ابھی تک کھیل رہا ہے ذرہ ذرہ دشتِ ایمن کا ۔ قیامت ہے قیامت جلوۂ جاناں کی عریانی
ادھر دوشیزہ کرنوں کا نکلنا سمتِ مشرق سے ۔ اُدھر بزمِ جہاں سے رخصتِ شمعِ شبستانی!
ادھر صبحِ گریباں چاک کا راہِ عدم لینا ۔ اُدھر خورشیدِ عالم تاب کا آغازِ زرافشانی
کبھی پھولوں کے جھرمٹ میں شعاعوں کی نظربازی ۔ کبھی خود جلوۂ خورشید گلوں کی پاکدامانی
کہیں دوشِ صبا پر رقص کرنا نکہتِ گل کا ۔ کہیں شاخِ نشیمن پر عنادل کی خوش الحانی
ادھر غنچوں کے لب پر وردِ یا فتاح جاری ہے ۔ اُدھر محوِ اقامت ہے قطارِ سروِ بستانی
ادھر سبزے کا جاگ اٹھنا خمارِ خواب سے ۔ اُدھر بادِ سحر سے زلفِ سنبل کی پریشانی
کہیں قبل از صبوحی میکشوں کی مشقِ خمیازہ ۔ کہیں بعد از نوافل زاہدوں کی سبحہ گردانی
صبا کے گدگدانے سے ادھر کلیوں کا ہنس پڑنا ۔ اُدھر شبنم سے پھولوں کی عرق آلودہ پیشانی

ادھر شبنم کی ہستی کا فنا فی النور ہو جانا
اُدھر گل کا صبا سے اِدّعائے پاک دامانی

بجا ہے صبحدم گر چشمِ نرگس ہے خمار آگیں
چمن میں رات بھر کی ہے زرِ گل کی نگہبانی

رگِ گل نے بچھا رکھا ہے ہر سو دامِ نظارہ
عبث ہے گر کرے مرغِ نگہ سعیِ پر افشانی

یہ صبح و شام ہی کیا چشمِ عبرت بیں اگر وا ہو
تو اک درسِ بصیرت ہے سراپا بزمِ امکانی

چمن پیرائے کن قدرت ہے نیرنگ سازی کے
لبِ ہر غنچہ پر ہے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ

وہ تابستان کے بعد ابرِ سیہ کا جوشِ تر دستی
وہ آغازِ بہار اور رخصتِ فصلِ زمستانی

کسی کے خندۂ دنداں نما کا کھنچ گیا نقشہ
لبِ گل برگ پر شبنم نے کی جب گوہر افشانی

---

بہار آئی ہوئی آراستہ پھر بزمِ امکانی
ہوا گلزارِ عالم پھر جوابِ باغِ رضوانی

تمناؤں کا حشر اٹھا ہے پھر ویرانۂ دل میں
جنوں نے دل کو دی پھر دعوتِ شوریدہ سامانی

چمن میں جس طرف دیکھو نظر بازوں کا جمگھٹ ہے
الٰہی کوچۂ قاتل ہے یا صحنِ گلستانی

چمن کا جلوۂ رنگیں ہے یا اک شعرِ فطرت ہے
کہ جس پر صنعتِ فطرت خود ہے محوِ آفریں خوانی

جبینِ صبح پر شفق ہے یا حنا شوخی ہیں
لبِ باغِ لالہ میں شبنم ہے یا صہبائے ریحانی

نگاہیں جذب کر لی ہیں بہارِ عارضِ گل نے
رگِ گل کی حقیقت آج ہم نے جا کے پہچانی

نہ جانے حُسن ہے یا عشق اتنا جانتے ہیں ہم
ہمیں کھینچے لیے جاتا ہے کوئی جذبِ پنہانی

یہ حسن و عشق کا ہے ایک لفظی تفرقہ ورنہ
مرا ہی پارۂ دل تھا کسی کا لعلِ پیکانی

کمالِ عاشقی ہے آپ مرنا اپنے جلووں پر
مرے ہیں سب اسی خود بینی کو کہتے ہیں خود آرائی

خود اپنی شکل دیکھی پردۂ برقِ تجلّی میں
تعجب کیا اگر بخشی دیدۂ موسیٰ کو حیرانی

کہاں کا دشتِ ایمن۔ طور کیا۔ برقِ تجلّی کیا
یہ سب کچھ تھی جمالِ مصطفےٰ کی نور افشانی

---

محمدؐ وہ کتابِ کُن کا طغرائے پیشانی
محمدؐ وہ حریمِ قدس کا شمعِ شبستانی

محمدؐ یعنی وہ نقشِ نخستیں کلکِ فطرت کا
محمدؐ یعنی وہ امضائے توقیعاتِ ربّانی

وہ فاتح جس کا پرچم اطلسِ زرنگاریٔ گردوں
وہ اُمّی جس کے آگے عقلِ کل طفلِ دبستانی

وہ رابط عقل و مذہب کو کیا شیر و شکر جس نے
وہ فارقِ زہد جس نے مٹایا دینِ رہبانی

وہ ناطق جس کے آگے مہر بر لب بلبلِ سدرہ
وہ صادق جس کی حق گوئی کا شاہد نطقِ ربّانی

وہ حاذق جس کا تنہا نسخۂ تنزیلِ فرقانی
دوائے جملہ علتہائے اخلاقی و روحانی

وہ عادل جس کی میزانِ عدالت میں برابر ہے
غبارِ مسکنت ہو یا وقارِ تاجِ سلطانی

وہ بادل جس کے ابرِ رحمت کی گہرباری
فضائے آسماں ہے شکوہ سنجِ تنگ دامانی

وہ جامع جس نے یکجا کر دیئے بکھرے ہوئے دانے
مٹا دی آ کے جس نے باہمی تفریقِ انسانی

وہ درس آموزِ فطرت جس نے سب سے پہلے دنیا میں
بتائے اہلِ عالم کو حقوقِ جنسِ نسوانی

اٹھا دی خودکشی کی بزدلانہ رسم دنیا سے
سکھایا مشہدِ توحید پر آئینِ قربانی

وہ گنجورِ معارف جس کے اک حرف میں پنہاں
نکاتِ فلسفی، اسرارِ نفسی، رازِ عمرانی

وہ شاہِ بوریا سکھایا جس نے دُنیا کو
یہ اندازِ جہانگیری، یہ آئینِ جہانبانی

وہ کشّافِ سرائر جس نے کھولا چیدہ اشاروں میں
علومِ اولین و آخریں کا گنجِ پنہانی

وہ ناسخِ مذاہب جس کے مقدم نے کیا باطل
فرنگِ کیشِ زردشتی، شکوہِ دینِ نصرانی

وہ مقصودِ دو عالم استغاثت فاصح و دانی
کیا جس نے مکمل نسخہ اخلاقِ انسانی

وہ سلطان الامم فخرِ دو عالم برزخِ کبریٰ
رسالت جس کی تصدیقِ جلالت جس کی اذعانی

مبشّر جس کی بعثت کا ہوا عیسیٰ مریم
مصدق جس کی عظمت کا لبِ موسیٰ عمرانی

تراشہ جس کے ناخن کا ہلالِ آسمان منزل
غسالہ جس کے تلووں کا زلالِ آبِ حیوانی

★

تعالیٰ اللہ ذاتِ مصطفیٰ کا حسنِ لاثانی
کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصافِ امکانی

دعائے یوسفی، خلقِ خلیلی، صبرِ ایوبی
جلالِ موسوی، زہدِ مسیحی، حسنِ کنعانی

نہیں مہرِ درخشاں اس کے در پر جبہہ سائی سے
چمک اٹھا ہے چرخِ چارمیں کا داغِ پیشانی

خدا جانے خود اس سرکار کا کیا مرتبہ ہوگا
غلامِ بارگہ جس کے ہیں ما اعظم شانی

تعالیٰ اللہ چہ می زیبد بفرقش تاجِ سلطانی
کہ مور در گہش ہا می رسد نازِ سلیمانی

شہنشاہِ سریرِ قاب قوسین احمدِ مرسل
شبِ اسریٰ میں جس کا فرش تھا کاخِ کیوانی

وہ جسمِ پاک جو سر تا قدم پیکر تھا نورانی
تو پھر معراج میں کیا بحث روحانی و جسمانی

رجب کی بست و ہفتم بارہواں سالِ نبوت تھا — کہ بخشا خلوت آرائے ازل نے فخرِ مہمانی
حریمِ اُمِّ ہانیؓ میں حضورؐ آرام فرما تھے — درِ دولت پہ قدسی و ملک تھے محوِ دربانی
دو چشمِ نرگسیں تھیں بند لیکن چشمِ دل وا تھی — سرہانے طالعِ بیدار کرتا تھا نگہبانی
ادب سے آگے جبریلِ امیں نے یہ گزارش کی — کریں سرکار بزمِ نور تک تشریف ارزانی
سنی روح القدس سے جب طلب شاہِ اُمم حضوری کی — اُٹھے اور دی براقِ پاک نے دادِ سبک رانی
حرم سے چل کے اوّل مسجدِ اقصیٰ میں منزل کی — وہاں سے جلوہ گاہِ قدس تک جا نکلے سبحانی
براقِ برق پیکر نے چلایوں ذاتِ انور کو — فضا میں تیر جاتی ہے جس طرح بجلی کی تابانی
حضورؐ اس طرح گزرے گنبدِ مینائے گردوں سے — نظر جس طرح شیشے سے گزر جاتی ہے آسانی
ملائک اور رسلؑ صف بستہ استقبال کو آئے — اُٹھا افلاک میں ہر سمت شورِ تہنیت خوانی
سرِ رہ ہر قدم پر ذوقِ نظارہ کی تسکیں کو — حقائق کا تراکم تھا، مناظر کی فراوانی
کھلی آنکھوں سے دیکھی محرمِ سرِّ حقیقت نے — جزا کے محسن و قانت، سزا کے مذنب و جانی
نظر سے عالمِ ناسوت کے سارے حجاب اُٹھے — بہ رائے العین کی سیرِ بہارستانِ رضوانی
رُمیصاؓ زوجۂ بو طلحہ کی تقدیر کیا کہنا — کہ خود دیکھا نبیؐ نے ان کو بِن رُخ دیدانی
سنی سرکار نے جنت میں آوازِ خرام ان کی — بلالؓ پاک کے طالع کی اللہ رے درخشانی
بڑھے آگے تو وسطِ ساحتِ فردوس میں دیکھا — بلند و پرشکوہ و دلکشا اک قصرِ لاثانی

## گلدستۂ نعت

وہ نزہت جس کا ہر گوشہ ریاضِ خلد کا حاصل
وہ رفعت جس کا ہر زینہ حریفِ کاخِ کیوانی

وہ شفاف و شفق گوں ناگ جیسے جل ہو کوثر میں
تباشیرِ سحر، سیمِ قمر، یاقوتِ رمّانی

چمن میں اشکِ شبنم کی جگہ دُرِّ نجف غلطاں
روش پر سنگریزوں کے عوض لعلِ بدخشانی

محاسن کے توازن میں مثالِ عدلِ فاروقی
مناظر کے تناسب میں جمالِ ماہِ کنعانی

قوائم اس کے عزمِ انبیا کی طرح مستحکم
در و بام اس کے قلبِ اصفیا کی طرح نورانی

یہ ایواں دیکھتے ہی آپ نے حیرت سے فرمایا
ہے کس کے واسطے یہ اہتمامِ جلوہ سامانی

فرشتوں نے کہا، فاروق کی دولت سرا ہے یہ
یہ قصر اس کا ہے طالب جس کے ہیں مطلوبِ یزدانی

شہید اور منصبِ صدیقیت کے اولیں وارث
امیر اور مسندِ ختم الرسل کے جانشینِ ثانی

یہاں سے پھر ذرا جو سیر کی تو وہ جلوے نظر آئے
کہ جن کا اب بھی کچھ لکھنے پہ تو ادراک و فہم ہو طولانی

غرض ملکوت کا ہر گوشہ چھانا اور جہاں پہنچے
نظر کے سامنے آتی گئیں آیاتِ ربّانی

براق و جبریل آخر رکے سدرہ کی منزل پر
کہ تھی یہ منتہائے سیرِ اقلیمِ امکانی

یہاں سے لے چلیں پھر آپ کو موجیں تجلّی کی
وہ رفرف ہو کہ انوارِ ازل کا جوشِ فیضانی

جوارِ عرش میں دیکھا یہاں صدیقِ اکبر کو
تماشائے جمالِ لم یزل میں محوِ حیرانی

سوادِ لامکاں تک گیا رفرف کہ اس کو بھی
کہاں اس خلوتِ وحدت میں اذنِ گامِ جولانی

کسی نے لے لیا خود بڑھ کے آغوشِ محبت میں
ہوا ملائے قدم خلوت سرائے حسنِ امکانی۔

ملا خلعت سلامِ بارگاہِ بے نیازی کا ‫— نبی نے جب تحیات ادب کی نذر گزرانی

یہاں بھی رحمتِ عالم نہ بھولے اپنی امت کو ‫— ہوا ہر بندۂ صالح شریکِ لطفِ ربانی

ملا اس فیض کے صدقے میں ہر امتِ عاصی ‫— نویدِ عفو فرمانِ کرم منشورِ غفرانی

بجز ذاتِ مطہر یہ شرف کس کو ہوا حاصل ‫— بجز صدیق اکبر یہ حقیقت کس نے پہچانی

خرد عاجز، نظر خیرہ، زباں کج مج بیاں قاصر

زمینِ نعت میں کیا دیجئے دادِ سخندانی

# غزل نعتیہ

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمدؐ رقم نہ ہوتا

تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا

یہ محفلِ کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امامِ امم نہ ہوتا

زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

ترے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکسِ کرم نہ ہوتا

تو بارگاہ ازل سے ان کا خطاب خیر الامم نہ ہوتا

ہر اک سویدائے دل سے پیدا جھلک محمدؐ کی میم کی ہے

دل اس کا خلوت سرا نہ بنتا جو نقش یہ مرتسم نہ ہوتا

اگر نہ کرتا وہ کنز مخفی جمال وحدت کی پردہ داری
تو آب و گل کے اس آئینے میں ظہور نور قدم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھاتا نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخش نگاہ عرفاں اگر چراغ قدم نہ ہوتا
نہ کرتی خود شان کبریائی اگر تقاضائے خود نمائی
تو خاک کا ذرہ محفل وجود سے متہم نہ ہوتا
کمال انسانیت کا پیکر جمال وحدانیت کا مظہر
سوائے ذات حضور انور کوئی خدا کی قسم نہ ہوتا
سوائے صدیق کون پاتا حضور انور کی جانشینی
کہ وہ نہ ہوتے تو یوں جہاں میں بلند دین کا علم نہ ہوتا
نبوت کا نخر فاروق ہی کو ملت
جو سلسلہ وحی آسماں کا حضور پر مختتم نہ ہوتا
خلافت راشدہ کا منصب اگر نہ ہوتا نصیب عثمان
تو نسخہ وحی آسمانی مرتب و منتظم نہ ہوتا
زہے علوم مقام حیدر خوشی میں کہتے تھے خود پیمبر
کہ فتح ہوتا نہ حصن خیبر جو آج یہ ابن عم نہ ہوتا

# مخمس نعتیہ بتقریب یوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بہارستانِ ہستی کیلئے دورِ شباب آیا — رگِ فطرت میں ہیجانِ نمو کا اضطراب آیا
نظامِ آفرینش کو پیامِ انقلاب آیا — فضائے کن فکاں پر پرچمِ ختمی مآب آیا
شہنشاہِ دو عالم مہبطِ ام الکتاب آیا

وہ موجِ بیقرار اٹھی ہے عمّانِ تجلی سے — زمانہ جگمگا اٹھا ہے فیضانِ تجلی سے
شبستانِ جہاں روشن ہوئی شانِ تجلی سے — ہوئی ظلمت گریزاں جوشِ طوفانِ تجلی سے
رسالت کے افق پر نورِ حق کا آفتاب آیا!

شعاعِ سرمدی جسکی جبینِ پاک پر رقصاں — جمالِ ایزدی جسکے فروغِ حسن سے رقصاں
فضائے قدس کا ہر جلوہ جسکے نور پر قرباں — بسیطِ خاک کا ہر ذرہ جسکا تابعِ فرماں
وہ سلطان الامم آیا وہ مختار الرقاب آیا!

وہ آئینہ دکھایا جسنے عکسِ روئے جاناں کو — نمایاں کر دیا جسنے فروغِ حسنِ پنہاں کو
عطا کی دولتِ نظارہ جسنے دیدۂ حیراں کو — چراغاں کر دیا جسنے تجلی گاہِ امکاں کو
وہ جلوہ اب جمالِ احمدی بے نقاب آیا

معارف کا خیاباں تازہ جسکی رشحہ باری سے — مکارم کا چمن شاداب جسکی آبیاری سے
شناسا جسنے عالم کو کیا توحیدِ باری سے — دلوں کی کھیتیاں سرسبز جسکے فیضِ جاری سے
وہ دریائے کرم آیا وہ رحمت کا سحاب آیا!

نہ مانے کوئی بدباطن، مگر اپنا تو ایماں ہے — کہ اسکی شانِ عالی ماورائے فہمِ انساں ہے
ملک بھی اس عروجِ قدر پر ششدر ہے حیراں ہے — درِ دولت سرا کی گو ابھی زنجیر جنباں ہے
مگر وہ جا کے بزمِ لامکاں سے باریاب آیا

گلدستۂ نعت

سمجھایا عیاں ہیگا دربار حبیب کبریا وحدت کا ۔۔۔ تو عالم دیدنی ہوگا گنہ گاران امت کا
یہ غل ہوگا وہ آیا کوکبہ شاہ رسالت کا ۔۔۔ بھرم کھلنے کو ہے اب بانشہ مہر قیامت کا

لوائے حمد لیکر شافع یوم الحساب آیا

اگر فانوس ہے وہ جسم اطہر نور وحدت کا ۔۔۔ تو ہے صدیق اکبر آئینہ شمع رسالت کا
یہ ہے فیض تقرب یہ کرشمہ ہے معیت کا ۔۔۔ جدا کس طرح رہتا سایہ اسکے سرو قامت کا

وہ آیا اور صدیق امین بھی ہمرکاب آیا

نئی شان تجمل ہے فروغ دین بیضا میں ۔۔۔ قیامت آنیوالی ہے مگر باطل کی دنیا میں
عجب کیا زلزلہ آئے اگر ایوان کسریٰ میں ۔۔۔ ابھی سے لرزش پیہم ہے بنیاد کلیسا میں

وہ فاروق علم بنکر دعائے مستجاب آیا

سراپا ہو گیا کیونکر نہ اسکے سامنے ہو خم ۔۔۔ حیا جسکی ہے حلم مصطفےٰ کا مظہر اعظم
وہ عثمان ابن عفان یعنی خلق سر بر عالم ۔۔۔ کہ جسکی ذات تھی دو نوح ہا نور کی سنگم

حیا جسکی صفت آئی غنی جسکا خطاب آیا

وہ شیر بیشۂ حق چارمین عنصر خلافت کا ۔۔۔ در خیبر ہے شاہد جسکے بازو کی شجاعت کا
نہیں احساس پیکان لولہ ہے عبادت کا ۔۔۔ وہ حارس باغ ملت کا وہ خازن گنج حکمت کا

در شہر معارف وہ علی بو تراب آیا

علامہ اقبال احمد خانصاحب سہیل
ایم اے ال . ال بی علیگ

حالی مجسم انسانیت تھے، پھر رحمتِ عالم کے حضور میں!
اردو نعت میں آج تک نظم کہی گئی ہو یا نثر، حالی کی نعت کا جواب نہ ہوا۔
ایک سے ایک سحر طراز آئے لیکن حالی سے آگے نہ بڑھ سکے نہ روگرداں ہو سکے۔ مستفید سبھی ہوئے
(پروفیسر) رشید احمد صدیقی

# عرضِ حال

## بجناب سرورِ کائنات

علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے — امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر و کسریٰ — خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں — اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں — اب اس کا نگہباں اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے — اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جس دین نے غیروں کے تھے دل آکے ملائے — اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے
جو دین کہ ہمدردِ بنی نوعِ بشر تھا — اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی — اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی — وہ عرضۂ تیغ جہلا و سفہا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب — اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی — دینداروں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے
عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی — منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے
یاں راگ ہے دن رات تو واں رنگ شب و روز — یہ مجلس اعیاں ہے وہ بزم شرفا ہے
چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں — پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے — اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
ہے دین کی دولت سے بہا علم سے رونق — بے دولت و علم اس میں نہ رونق نہ بہا ہے
شاہد ہے اگر دیں تو علم اس کا ہے زیور — زیور ہے اگر علم تو مال اس کی جلا ہے
جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت — اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے
گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی — پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر — مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے
جس قصر کا تھا سر بفلک گنبدِ اقبال — ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے
بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار — جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اس کی ہوا ہے
وہ روشنیِ بام و درِ کشورِ اسلام — یاد آج تلک جس کی زمانے کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج — بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے
عشرت کدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو — اس قوم کا ایک ایک گھر اب بزم عزا ہے
چاوش تھے للکارتے جن رہگذروں میں — دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے
وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی — وہ یاد میں اسلاف کی اب رو بہ قضا ہے
جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی — اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا — گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی — ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے — اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت — شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت — سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
کی زیب بدن سب نے ہی پوشاک کتاں کی — اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے
درکار ہیں یاں معرکے میں جوشن و خفتاں — اور دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے
دریائے پر آشوب ہے اک راہ میں حائل — اور بیٹھ کے گھڑناؤ پہ یاں قصد شنا ہے
ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت — واں قافلہ سب گھر سے تہیدست چلا ہے
یاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے — اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے

فریاد ہے اے کشتئ امت کے نگہباں! ‏ بیڑا یہ تباہی کی طرف آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت! بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ ‏ دنیا پہ ترا لطف صدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا ‏ جب تو نے کیا نیک سلوک ان سے کیا ہے

کی تو نے خطا عفو ہر ان کینہ کشوں کی ‏ کھانے میں جنھوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے

سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم ‏ ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری ‏ منقول انہی سے تری مدح و ثنا ہے

برتاؤ ترے جبکہ یہ اعدا سے ہیں اپنے ‏ اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے

کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں ‏ خطرے میں بہت جس کا جہاز آ کے گھرا ہے

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن ‏ دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے

ایماں جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے ‏ وہ تیری محبت تری عترت کی ولا ہے

ہر چپقلش دہر مخالف میں ترا نام ‏ ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے

جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اڑتی ‏ وہ خاک ہمارے لیے داروئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف ‏ اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت ‏ کعبہ سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے

کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا ‏ اب تک تو ترے نام پہ اک ایک فدا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمھارے — نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ تجھ پہ زیادہ — اخبار میں اَلطَّالِحُ لِی ہم نے سنا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی — ہاں اک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے
خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں — پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
گر دین کو جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری — امت تری ہر حال میں راضی بہ رضا ہے
عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں — اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے
ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے — باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

حالیؒ

# اے روحِ محمدؐ

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر — اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں — پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد — اس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے

اس راز کو اب فاش کر اے روح محمدؐ
آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

اقبالؒ

# پردۂ میم

ڈاکٹر سر محمد اقبال

نگاہ عاشق کی ڈھونڈ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستان عرب کی بو ہے
کرے نہ اب ہاتھ لا ادھر کو، وہیں سے لائی ہے تو اڑا کر

بہار جنت کہ کہتا تھا مجھے مدینہ سے آج رضواں
ہزار مشکل سے اسکو ٹالا بڑے بہانے بنا بنا کر

شہید عشق نبی کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر

شہید عشق نبی ہوں میری لحد پہ شمع قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر

لحد میں سوتے ہیں تیرے شیدا تو حور جنت کو اسیں کیا ہے
کہ شور محشر کو بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر

ہنسی بھی کچھ نکل رہی ہے، مجھے بھی محشر میں تاکتی ہے
کہیں شفاعت نہ لی گئی ہو میری کتاب عمل اٹھا کر

رکھی ہوئی کام آہی جاتی ہے جنس عصیاں عجب شے ہے
کوئی اسے پوچھتا پھرے ہے زر شفاعت دکھا دکھا کر

خیال راہ عدم سے اقبال در پہ تیرے ہوا ہے حاضر
بغل میں زاد عمل نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

حضرت جوش ملیح آبادی

# شمعِ ہدایت!

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری

اے کہ ترا غبارِ راہ تابشِ روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا نازشِ مہرِ خاوری

اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ تری سکوت میں خندۂ بندہ پروری

اے کہ تری دماغ پر جنبشِ پرتوِ صفا
اے کہ ترے ضمیر میں کاوشِ نور گستری

چھین لیں تو نے مجلسِ شرک و خودی سے گرمیاں
ڈال دی تو نے پیکرِ لات و ہبل میں تھرتھری

تیرے قدم پہ جبہ سا، روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری

تیرے سخن سے دب گئے لات و منات کفر کے
تیرے نفس سے بجھ گئی آتشِ سحرِ سامری

لحن سے منتظم ہوئے پست و بلندِ کائنات
سانس سے تیری منضبط، گردشِ چرخِ چنبری

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہِ قیصری

بھٹکے ہوؤں پہ نظر کی رنگِ خضر بنا دیا
راہزنوں کو دی ندا بن گئی شمعِ رہبری

سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغِ حق رسی
پگھلا ہوا تھا کس قدر تیرا دلِ پیمبری

حشر ترے بیاں کا تھا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ تری سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے

دیکھ رہی ہے کس طرح، ہم کو نگاہ کافری

تیرے گدائے بے نوا تیرے حضور آئے ہیں — چہروں پہ رنگ خستگی، سینوں میں داغ بے پری

تیرے فقیر زور دیں، کوچۂ کفر میں صدا — تیرے غلام اور کریں اہل جفا کی چاکری

طرف کلہ میں جن کے تھے لعل و گہر ٹکے ہوئے — حیف اب ان سروں میں ہے درد شکستہ خاطری

جتنی بلندیاں تھیں سب ہم سے فلک نے چھین لیں — اب وہ نہ تیغ غزنوی اب نہ وہ تاج اکبری

اٹھ کے تیرے دیار میں پرچم کفر کھل گیا — دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحن حرم میں ابتری

خیز و دل شکستہ را، دولت سوز و ساز دہ
مسلم خستہ حال را، رخصت ترک و تاز دہ

(جوش ملیح آبادی)

# الم نشرح لک صدرک

آیا جو کرم پہ عشق بے باک — سینہ کیا شق جگر کیا چاک

بھر دی دل پاک میں تجلی — یا کعبۂ دل میں کی سپیدی

خالی اسے کر کے ماسوا سے — لبریز کیا فقط خدا سے

گوہر کو بنا دیا سمندر — آئینہ کو کر دیا سکندر

حق سے رگ و پے کو کر کے معمور — جسم بشری کو کر دیا نور

بندے سے کہا نظر بچا کر
کیا غیر ہے تو خدا خدا کر

محسن کاکوروی

حضرت محسن کاکوروی

# حقیقتِ محمدیؐ

اک ذرا دیکھیے کیفیتِ معراجِ سخن　　ہاتھ میں جام زحل شیشہ مہ زیرِ بغل
گرتے پڑتے ہوئے مستانہ کہاں رکھا پاؤں　　کہ تصور بھی وہاں جا نہ سکے سر کے بل
یعنی اس نور کے میدان میں پہنچا کہ جہاں　　خرمنِ برقِ تجلی کا لقب ہے بادل
تارِ باراں مسلسل ہے ملائک کا درود　　پے تسبیحِ خداوند جہاں عز و جل
کہیں طوبیٰ کہیں کوثر کہیں فردوسِ بریں　　کہیں بہتی ہوئی نہرِ لبن و نہرِ عسل
کہیں جبریلؑ حکومت پہ کہیں اسرافیلؑ　　کہیں رضوان کا کہیں ساقیٔ کوثر کا عمل
کنزِ مخفی کے کسی سمت نہاں تہ خانے　　اک مظہرِ قدرت کے عیاں شیش محل
نہ کوئی اسکا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر　　نہ کوئی اسکا مماثل نہ مقابل نہ بدل
اوجِ رفعت کا قمر نخلِ دو عالم کا ثمر　　بحرِ وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول

رفع ہونے کا نہ تھا وحدت و کثرت کا خلاف
میمِ احمدؐ نے کیا آ کے یہ قصہ فیصل

حضرت محسن کاکوروی مرحوم

# سلام

(مولانا ماہر القادری)

سلام اس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دیدی ۔ سلام اس پر ابوسفیاں کو جس نے اماں دیدی
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا ۔ سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر کہ جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا ۔ سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر جو امت کیلئے راتوں کو روتا تھا ۔ سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت تھی ! ۔ سلام اس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت تھی
سلام اس پر کہ تھا الفقر فخری جس کا سرمایہ ! ۔ سلام اس پر کہ جس کے جسمِ اطہر کا نہ تھا سایہ
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں ۔ سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں
سلام اس پر فضا جس نے زمانے کی بدل ڈالی ۔ سلام اس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی
سلام اس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو ۔ سلام اس پر کہ ساکن کر دیا طغیاں کی موجوں کو
سلام اس پر کہ جس نے کافروں کے زور کو توڑا ۔ سلام اس پر کہ جس نے پنجۂ بیداد کو موڑا
سلام اس پر سرِ شاہنشہی جس نے جھکایا تھا ۔ سلام اس پر کہ جس نے کفر کو نیچا دکھایا تھا
سلام اس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا ۔ سلام اس پر کہ جو خود بدر کے میداں میں آیا
سلام اس پر کہ جس کا نام لیکر اس کے شیدائی ۔ الٹ دیتے ہیں تختِ قیصریت اوجِ دارائی !
سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا ۔ مسلماں کا یہی ایمان ہے مقصد یہی شیوا

سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے

---

مولانا حسرت موہانی

کچھ بھی حاصل نہ ہوا زہد سے نخوت کے سوا ۔ شغل بیکار ہیں سب انکی محبت کے سوا
حسنِ یکتا کو نہ دیکھا کوئی نادر کا جواب ۔ تیرے وارفتہ و دیوانہ طبیعت کے سوا
نورِ عرفاں کی عبث ہے دلِ زاہد میں تلاش ۔ اور یاں خاک نہیں خواہشِ جنت کے سوا

سب سے منہ موڑ کے راضی ہیں تری یاد سے ہم
اس میں اک شانِ فراغت بھی ہے راحت کے سوا

# نعت

(مدینہ طیبہ کی حاضری کے موقعہ پر لکھی گئی تھی)

تری یاد بے اختیار آرہی ہے  تمنا کی فصل بہار آرہی ہے
حرم سے ہوا خوش گوار آرہی ہے  دوائے دل بیقرار آرہی ہے
ترے کہنہ ملبوس کی دھجی دھجی  پے راحت جاں بکار آرہی ہے

ہوس دل کی اُن سے جدا ہو کے حسرت
سراسیمہ و اشکبار آرہی ہے

عجب انداز ہے فضل خدا کا  مدینہ کی ہوائے جانفزا کا
پڑھے اس روئے روشن سے تمنا  سبق بدرالدجیٰ شمس الضحیٰ کا
شہنشاہوں سے بھی ہے بڑھ کے رتبہ  تری کوچے سے ہر ادنیٰ گدا کا

بفرط بارش انوار حسرت
نہیں کچھ فرق یاں صبح و مسا کا

(مولانا حسرت موہانی)

---

تجھ کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا  برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
اذیت، مصیبت، ملامت، بلائیں  ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

شب و روز اے درد در پے ہوں اسکے
کسو نے جسے یاں نہ سمجھا نہ دیکھا

درد

مولانا حسرت موہانی

# کوئے محمدؐ

سرگشتہ مثل مجنوں پایا تری گلی میں
گر ہوشمند کوئی پہنچا تری گلی میں

رندوں کا لگ رہا ہے میلہ تری گلی میں
میخانے کھل رہے ہیں ہر جا تری گلی میں

آرام ہو تو کیونکر راحت ملے تو کیسے؟
ہوتا ہے تازہ فتنہ برپا تری گلی میں!

شاید جنون تازہ اٹھا ہے پھر کسی کو
کیوں رات بھر تھا شور و غوغا تری گلی میں

دیکھا تو کچھ نہ پایا سوچا تو بس یہ سمجھا
اک نام رہ گیا ہے میرا تری گلی میں

پیوند خاک ہوگا نقش قدم بنے گا
حسرت یہ جان کر آیا ہے تری گلی میں

# مدینے والے

ہے تو ہی باعثِ اسلام مدینے والے
اور شفاعت ہے ترا کام مدینے والے

بج رہا ہے ترے اسلام کا ڈنکا گھر گھر
دو جہاں میں ہے ترا نام مدینے والے

مجھ پہ خاص عنایت کی نظر ہو جائے
سب پہ رحمت ہے تری عام مدینے والے

گو ہیں بگڑے ہوئے بگڑے ہوئے رہنے کے نہیں
سب بنا دیں گے مرے کام مدینے والے

کیف کو بھی تو کوئی جام مئے عشق ملے
اے مرے ساقیٔ اسلام مدینے والے

صل وسلم علی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

کیف ٹونکی

۳/۱۲

# نزولِ وحی

قدم چالیسویں منزل میں اس یوسف نے جب رکھا — تو پہنچا کاروانِ وحی آوازِ جرس ہو کر
عجب آہنگ تھا جس نے جگایا بھی سلایا بھی — کہ دل تو جاگ اٹھا آنکھوں میں غفلت نیند کی چھائی
ہوا سینہ میں اس کے موجزن اک بحرِ عرفاں — کہ تاب اس جذبِ زندگی فطرت انساں نہیں لائی
بڑھا جوش اسکا ساحل افلاک تک پہنچا — اٹھی موج اس سے اٹھکر عرش کی زنجیر کھڑکائی
جھڑکا عرش کا روح القدس نے کھولکر دیکھا — تو نکلا مدتوں کا ربط برسوں کی شناسائی

ہوئیں جاری تھا زباں پر آیتیں وہ نور کی جن پر
فدا لحنِ داؤدی وانفاس مسیحائی

# سلام

بہزاد لکھنوی

حضرت نظم طباطبائی مرحوم

وجہہ کون و مکاں

شاہ دنیا و دین — شاہ ذی احتشام
خاتم المرسلین — السلام السلام السلام
راحت عاشقین — حضرت ذی حشم
سرور کل انام — شاہ والا ہمم
السلام السلام السلام — پر عطا پر کرم
مالک بحر و بر — شاہ خیر الانام
وجہہ خلق بشر — السلام السلام السلام
ذی حشم مقتدر — جان بدر و حنین
باعث صبح و شام — جد پاک حسین
اے شہ انس و جاں — سرور مشرقین
واقف کن فکاں — شاہ اعلیٰ مقام

# اے شہ جن و بشر

اے شہ جن و بشر تجھ پہ درود اور سلام
تجھ سے قائم ہے زمانہ میں محبت کا نظام

تجھ سے پہلے اسی عالم کی حقیقت کیا تھی
آدمی تھے مگر آدم کی حقیقت کیا تھی !

حسد و بغض و عداوت کے سوا کچھ بھی نہ تھا
صرف اک دورِ جہالت کے سوا کچھ بھی نہ تھا

تو نے آ کر دل انساں کو قرینے بخشے !
سند وحدت سے دمکتے ہوئے سینے بخشے

اے غریبوں کے سہارے دل مسلم کے قرار
اے گنہگار کے حامی مری جاں تجھ پہ نثار

بالیقیں باعث تخلیق دو عالم تو ہے
میرا مونس مرا آقا مرا ہمدم تو ہے

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

زمیں پہ مستی برس رہی ہے فلک پہ انوار چھا رہے ہیں
یہ کس کا پرتو ہے جلوہ افگن کہ دو جہاں جگمگا رہے ہیں

یہ کس کے دیدار کی خوشی میں ہے آسماں پر یہ دھوم
یہ کس کی آمد کی پاک نغمے ملائکہ گنگنا رہے ہیں !

یہ کون ہے راکب معظم براق رفرف ہیں جس پہ نازاں
ادب سے جبریل کس کے ہمراہ آج سدرہ تک آ رہے ہیں

جبین آدم و ملک رہی تھی انھیں کے نور خدا نما سے
یہی جو عرش بریں پہ جا کر بشر کی عظمت بڑھا رہے ہیں

یہی وہ ہیں جن کے دم قدم سے ہے ربط دنیا و دیں قائم
یہی وہ ہیں خلق بے خبر کو جو راز ہستی بتا رہے ہیں

یہی وہ ہیں جن کی زندگی نے کیا محبت کا نام روشن
یہی وہ ہیں جو ہر اک کی ہو کر ہر اک کو اپنا بنا رہے ہیں

یہی وہ ہیں جن کے آستاں پر ہیں تاج والے بھی سر بسجدہ
یہی وہ ہیں جو نحیف سر پہ کا بوجھ سر پہ اٹھا رہے ہیں

شکیل بدایونی

# جلوۂ محمدیؐ

قدِ رعنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن
نرگسیں آنکھ غضب ناز بھری وہ چتون

وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبینِ روشن
اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاضِ گردن

وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن
دلربایانہ وہ رفتار وہ بیساختہ پن

مردہ بھی دیکھے تو کر چاک گریبانِ کفن
اٹھ چلے قبر سے بیتاب زباں پر یہ سخن

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربیؐ
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

انبیا دیکھ کے وہ حسن و جمالِ مدنی
سب کہیں گے کہ عجب شان ہے اللہ غنی

اس کا ہمسر کوئی گل ہے نہ سروِ چمنی
ختم اس قامتِ رعنا پہ ہے گل پیرہنی

آج عشاق کی بگڑی ہوئی سب بات بنی
آج ہی دیکھی مزا ان کو غریب الوطنی

فرش سے عرش تلک ہو گئی عجب نعرہ زنی
جب یہ کہتے ہوئے اٹھیں گے اویس قرنی

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربیؐ
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شہید

# نعت

مصرعِ تخلیقِ کل ہے قدِ بالائے رسولؐ
مطلعِ حسنِ دو عالم روئے زیبائے رسولؐ

ہر قدم پر سجدۂ تعظیم کرتے جائیے
منزلِ تسلیم ہے نقشِ کفِ پائے رسولؐ

مضمحل ہیں مستِ وحدت ساقیِ بزمِ ازل
پھر چلے محفل میں دورِ جامِ صہبائے رسولؐ

کونسی حسرت نکلتی ہے ذرا اب دیکھئے
دم کو ساتھ آنکھوں میں لائی ہے تمنائے رسولؐ

سرتاج بی۔ اے

# دعا کا اثر

حضرت شکیل بدایونی

دعا کا اثر آج کام آ رہا ہے
خوشی کا مبارک مقام آ رہا ہے

صبا رہ گزر میں بچھی جا رہی ہے
کوئی رہبر خوش خرام آ رہا ہے

یہ کس ذات برحق کی ہے آمد آمد
فرشتوں کا پیہم سلام آ رہا ہے

یہ کون آج انسان کامل زمیں پر
بصد عزت و احترام آ رہا ہے

خوشا بخت آدم کی بزم فنا میں
امین حیات دوام آ رہا ہے

جو والشمس چہرہ ہو واللیل گیسو
جلو میں لئے صبح و شام آ رہا ہے

در و بام سے پھوٹ نکلیں ضیائیں
دو عالم کا ماہ تمام آ رہا ہے

ہٹاتا ہوا کفر کی ظلمتوں کو
وہ خورشید بالائے بام آ رہا ہے

یتیموں غلاموں کی بگڑی بنانے
کوئی مونس خاص و عام آ رہا ہے

# نعت...

میں قربان تیرے مرے کملی والے
خدا را مجھے اپنے در پہ بلا لے

میں نادار ہوں کچھ نہیں پاس میرے
تھا اک دل کیا وہ بھی تیرے حوالے

جدائی میں تیری میں مردہ ہوا ہوں
مسیحائی کر کے مجھے اب جلا لے

وہی پھر شب وصل ہو گی میسر...
کوئی دم مجھے درد فرقت ستا لے

پڑا ہے مصیبت میں دن رات قاسم
خبر جلد اس کی حبیب خدا لے

(قاسم رامپوری)

مہاراجہ کشن پرشاد صاحب شاد،

# نعت

کیونکر ہو نعت سرورِ عالی جناب کی — ذرّے سے مدح کیا ہو بھلا آفتاب کی

بعد خدا ہے آپ ہی کی ذاتِ مستطاب — وہ شان ہے ہمارے رسالت مآب کی

احمد شہ لولاک شہ عرش نشیں ہیں — دریائے شریعت کے وہی دُرِّ ثمیں ہیں

کیا نعت بھلا شاد ادا مجھ سے ہو انکی — دنیا کے وہ سردار وہی سرورِ دیں ہیں

جلد آئے میرے واسطے وہ دن مولیٰ — جاؤں میں ہند سے سوئے بطحا

اور روضہ پہ جا کر کہوں با دلِ شاد — یا سیّد مکی مدنی صلّ علیٰ

نعلین رسول چترِ شاہی میرا — سرتاج یہ تاج کجکلاہی میرا

میں حمد خدا و نعت گوئی سے ہوں شاد — ہو خاتمہ بالخیر الٰہی میرا

میخوار ترے عشق کے سرشار رہیں مست — مستی ہو نہ کم ان کی طبیعت نہ ہو پست

خم منہ سے لگا رہے ترے مستوں کے

اے ساقیٔ کوثر یہی بندوبست

# محبوبِ ربِّ دوجہاں

وہ خاتمِ پیغمبراں | وہ شاہ وہ شاہِ شہاں
وہ غمگسارِ بے کساں | روحِ روانِ عاشقاں

محبوبِ ربِّ دوجہاں

وہ جس کے آنے سے کھلی | دل کے گلستاں کی کلی

پھر کھل کے لنے کھیلنے لگی
جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی
پھوٹی ہوئی

مشرق سے مغرب تک ہوا | اک دم اُجالا نور کا
اور کفر کی ظلمت جو تھی | کافور گویا ہو گئی

آنے سے اُس کے ہگیاں

(چمن لال صاحب چمن لاہوری)

# مدینہ کی جوگن

اب تو جاؤں گی مدینہ کو میں جوگن بنا کر | پیارے احمد کو ڈھونڈوں گی جوگن بن کر
نہ تو کعبہ ہی گئی ہوں نہ مدینے پہنچی | ہند میں رہ گئی کم بخت میں پاپن بن کر
اب تو جانے دے مدینہ کو خوشکیں ہاں | سوت کیا پیچھے پڑی تھی مرے بیرن بن کر

سینکڑوں بار تصدق ہوں ترے روضہ پر
ہار پھولوں کا چڑھایا کروں مالن بن کر

# محمد عربی کے احسانات

(از جناب لالہ دھرم پال صاحب گپتا وفا سابق مدیر روزنامہ تیج)

چھڑا کے بت کی پرستش سکھا دی تھی وحدت
تیرے خیال کی ترویج عام ہو جائے

سکھایا اہل عرب کو برابری کا درس
کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے

سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا!
تو کیوں نہ دل میں تیرا احترام ہو جائے

تیرے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے

رفاہ عام ہی تیرا تھا جبکہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے

## تو نے

جناب لالہ لال چند صاحب فلک

نغمۂ وحدت حق دہر میں گایا تو نے
کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے

رب ثقلین کا دنیا میں بٹھا کر سکہ
نقش اوہام پرستی کا مٹایا تو نے

خواب غفلت میں پڑی سوتی تھی خلق
لب اعجاز کو قم کہہ کے اٹھایا تو نے

کیوں نہ قربان مسلمان ترے نام پہ ہوں
حق پرستی کا بہ تفصیل طور بتایا تو نے

باہمی نفرت و کینہ تھا وطیرہ جن کا
انس و الفت کا سبق انکو پڑھایا تو نے

جو شراب ازلی کے تھے ازل سے مشتاق
مئے وحدت کا انہیں جام پلایا تو نے

ریت کے ذروں کو بارود کی طاقت بخشی
خاک ناچیز کو اکسیر بنایا تو نے

کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ
اونچ اور نیچ کا سب فرق اٹھایا تو نے

# عاشقِ رسولؐ

در نبیؐ پہ پڑا ہوا ہوں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت پھرے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا

اسی توقع پہ جی رہا ہوں، یہی تمنا جلا رہی ہے
نگاہِ لطف و کرم نہ ہوگی تو مجھ کو جینا حرام ہوگا

کیے ہی جاؤں گا عرضِ مطلب، ملیگا جب تک نہ مطلبِ دل
نہ شامِ مطلب کی صبح ہوگی، نہ یہ فسانہ تمام ہوگا

یہاں نہ مقصد ملا تو کیا ہے، وہاں ملیگا طفیلِ حضرتؐ
ہمارا مطلب ہوا دھر ہے، نہ صبح ہوگا نہ شام ہوگا

دیارِ رحمت پہ ہوگا قبضہ، بجے گا ہر سو انھیں کا ڈنکا
جو حشر ہوگا تو دیکھ لینا، انھیں کا سب انتظام ہوگا

خلافِ معشوق کچھ ہوا ہے، نہ کوئی عاشق سے کام ہوگا
خدا بھی ہوگا ادھر ہی اے دل، جدھر وہ عالی مقام ہوگا

ہوئی جو کوثر پہ باریابی تو کیفِ میکش کی دھج یہ ہوگی!
بغل میں مینا نظر میں ساقی خوشی سے ہاتھوں میں جام ہوگا

کیف ٹونکی

# زباں پر ہو ہر دم محمدؐ محمدؐ

شہنشاہِ اعظم محمدؐ محمدؐ — رسولِ دو عالم محمدؐ محمدؐ
وہ ہے ابنِ آدم وہ ہے فخرِ آدم — مکرم معظم محمدؐ محمدؐ
اگرچہ نبی آخری ہے وہ لیکن — ہے سب سے مقدم محمدؐ محمدؐ
رہائی ہو غم سے اگر کوئی بندہ — پکارے دمِ غم محمدؐ محمدؐ
الٰہی مرے منہ میں جبتک زباں ہو — زباں پر ہو ہر دم محمدؐ محمدؐ
وظیفہ یہی کوثری جی ہے اپنا — جپا کرتے ہیں ہم محمدؐ محمدؐ

جناب چودھری دلّو رام صاحب کوثری

## شوقِ مدینہ

یا نبی ہند میں ہم ٹھوکریں کھائیں کب تک
دیکھیے آپ مدینہ میں بلائیں کب تک

پھر کے آتے ہیں جو زائر ہیں کرتے ہیں جھیل
بات بگڑی ہی ہوئی لوگوں سے بنائیں کب تک

چل زیارت کو سجھانے نہیں اچھے ہیں امیر
جمع کر دل کو پریشاں یہ رہائیں کب تک

حضرت امیر مینائی

# ولادت باسعادت

شہ انبیاء آج پیدا ہوئے ہیں
حبیب خدا آج پیدا ہوئے ہیں

جو بھٹکے ہوؤں کو بتائیں گے رستہ
وہی رہنما آج پیدا ہوئے ہیں

نکالیں گے بحرِ خطا سے جہاں کو
بڑے ناخدا آج پیدا ہوئے ہیں

گنہگار بندوں کی سن لی خدا نے
شفیع الوریٰ آج پیدا ہوئے ہیں

خدائی کے دل کیوں نہ قربان ان پر
دلربا آج پیدا ہوئے ہیں

بشر ہو کے بھی جو سیفؔ نور خدا ہیں
وہی مصطفےٰ آج پیدا ہوئے ہیں

(مولوی شریف احمد صاحب سیفؔ ٹونکی)

## ...... کہتے کہتے

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِ علیٰ کہتے کہتے

جو اٹھوں تو کہنا ہو یا محمد
جو بیٹھوں تو صلِ علیٰ کہتے کہتے

کٹے عمر یا مصطفےٰ کہتے کہتے
قضا آئے صلِ علیٰ کہتے کہتے

اٹھانا نہ تربت سے اے شورِ محشر
لگے آنکھ گر مصطفےٰ کہتے کہتے

(سیفؔ ٹونکی)

جئیں مصطفےٰ مصطفےٰ کہتے کہتے
مریں ہم تو صلِ علیٰ کہتے کہتے

اک آئینہ حق نما بن گیا دل
ترے عشق کو حق نما کہتے کہتے

پڑیں پر چھائیاں لاکھ دشمن کے دل پر
تھکوں میں نہ یا مصطفےٰ کہتے کہتے

وہ کہہ دیتے اک بار حافظ کو اچھا
برا کہنے والے برا کہتے کہتے

(حافظ)

## کس نے ....

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا — کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم — اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر — اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات — اب کسی نے اسکو عالم آشکارا کر دیا
کہہ دیا لا تقنطو اختر کسی نے کان میں — اور دل کو سر بسر محو تمنا کر دیا

(پنڈت ہری چند اختر)

## حبیب خدا کی آمد

محمدؐ حبیب خدا بن کے آئے — وہ نبیوں میں سب سے سوا بن کے آئے
چمک جس کی پڑتی ہے ہر آئینہ پر — وہ دنیا میں شمس الضحیٰ بن کے آئے
بھلا ان کی توصیف کیا کوئی لکھے — وہ سرتا بپا معجزہ بن کے آئے
ہوئی ظلمت کفر کافور دم میں — جہاں میں جو نور خدا بن کے آئے
ہلالی وہ در ان کا دار الشفا ہے — کہ ہر درد دل کی دوا بن کے آئے

(ہلالی)

## .... رحمت خدا کی آئی

کیسی عذاب حق سے محفوظ ہے خدائی — تم کیا جہاں میں آئے رحمت خدا کی آئی
تم نے کسی طرح کا سائل کبھی نہ ٹالا! — کس دن تمھارے در سے خالی گئی خدائی
صدیوں کا شرک تم نے اس شان سے مٹایا — گھر گھر بکھر گئی جہاں میں توحید کی خدائی
دم بھر میں جس کو چاہا پہونچا دیا خدا تک — اللہ رے رسائی اللہ رے رسائی
ادنیٰ غلام ان کا چاہے جسے دکھا دے — ذرے میں ایک عالم قطرے میں اک خدائی
بدلے میں دو جہاں کے سیف اسکو بیچ دونگا — عشق حبیب حق میں لذت ہے جو اٹھائی

(سیف ٹونکی)

# سیّدِ ابرار آتے ہیں

مولانا حشمت علی صاحب فائق بریلوی

مبارک ہو مبارک شہِ ابرار آتے ہیں
حبیبِ کبریا کونین کے سردار آتے ہیں

درودوں کی سلاموں کی سجا کر ڈالیاں لاؤ
کہ اب صلِ علیٰ کے مالک و حقدار آتے ہیں

وہ آتے ہیں کہ جن کی دید کی مشتاق تھیں آنکھیں
وہ آتے ہیں خدا کو جن پہ لاکھوں پیار آتے ہیں

گرا گیا آسماں جن پر نچھاور چاند اور تارے
وہ دنیا کے دُلارے احمدِ مختار آتے ہیں

نفیریں بجواؤ جھولیاں پھیلاؤ خوش ہو کر
کہ وہ ابرِ سخا ہر سمت گوہر بار آتے ہیں

مسلمانوں کو اس سے اور کیا بڑھ کر خوشی ہوگی
کہ مہماں اُن کے ہو کر سیدِ ابرار آتے ہیں

لٹاؤ مال و زر اپنا خوشی میں اُنکے آنے کی
مسلمانو تمہارے مونس و غمخوار آتے ہیں

# سہرا

باندھا اس پیارے محبوبِ رب کے سر پہ سہرا
نور کے پھولوں کا خالق نے بنا کر سہرا

سارے عالم کا تمہیں حق نے بنا کر دولہا
باندھا سرداریِ کونین کا سر پر سہرا

حور و غلماں نے کہیں اور فرشتوں نے کہیں
گایا محبوب کا معراج کی شب بھر سہرا

تیری خدمت میں شبِ قدر ہزاروں بھی
بھیجا کرتے ہیں درودوں کا بنا کر سہرا

اہلبیتِ نبوی کیسے نہ آیا گوندھ کر
چمکے ہے آیۂ تطہیر کا اطہر سہرا

اپنی اُمت کی شفاعت کا بروزِ محشر
ہو مبارک تمہیں اے شافعِ محشر سہرا

مجمعِ حشر میں فائق سے کہیں کاش حضور
ایک بار اور سنا آج تو پڑھ کر سہرا

(فائق بریلوی)

## میرے آقا......

بادشاہِ دوسرا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
شافعِ روزِ جزا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
صدرِ بزمِ انبیا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
اور محبوبِ خدا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے علاوہ میرے حضرت کے سوا
داورِ محشر ہے وہ۔ یہ ہیں شفیع المذنبین
وہ شہِ ارض و سما۔ یہ شاہِ خوبانِ زمین
وہ الٰہ العٰلمین۔ یہ رحمۃ العٰلمین
عشقِ محبوبِ خدا۔ عشقِ خدا سے کم نہیں
اس کو کیا جانے کوئی عاشق محمد کے سوا

(پربھو دیال صاحب عاشق لکھنوی)

## اللہ والا

خود اللہ کو جو پیارا ہوا ہے
وہ اللہ والا ہمارا ہوا ہے
محمد کی صورت کے پردے میں آ کر
خدا کا کرم آشکارا ہوا ہے
بڑا شافعِ حشر پایا ہے ہم نے
بڑا بے کسوں کا سہارا ہوا ہے
یہ صدقہ ہے اے کیف نعتِ نبی کا
جو سرمست شہرہ ہمارا ہوا ہے

## محمد صلی اللہ علیہ وسلم

باعثِ خلقت کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کون سراپا نورِ خدا ہے، کون شفیعِ روزِ جزا ہے
کون نبی محبوبِ خدا ہے، کس کے لیے کونین بنا ہے
ظلمتِ کفر کو کس نے ٹالا، کس نے کیا عالم میں اجالا
کون فروغِ بزمِ سلف ہے، دونوں جہاں پر کس کو شرف ہے
کون پیمبر ہادیِ کل ہے، کون پیمبر فخرِ رسل ہے

آئینۂ رحمت کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شافعِ امت کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مالکِ جنت کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شمعِ ہدایت کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کانِ شرافت کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ختمِ رسالت کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(کیف ٹونکی)

# معراج شریف

میر عثمان علیخان صاحب
(سابق نظام دکن)

عرش پر خلق کا سرتاج ہے آج — واہ کیا خوب یہ معراج ہے آج
دیکھو شاہِ مدنی کا جلوہ — سر پہ رحمت کا عجب تاج ہے آج
لیلۃ القدر جسے کہتے ہیں — مرحبا صلِ علےٰ آج ہے آج
کس پیمبر کو ملا یہ رتبہ — دونوں عالم میں ترا راج ہے آج
عرض کرتا ہے شہِ دین سے عثمان — آپ کے ہاتھ مری لاج ہے آج

# وہ آتے ہیں

انبیاء دھوم مچاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں — قدسیاں مژدہ سناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
آمد آمد کی خبر سن کے حسینانِ فلک — کیسا جنت کو سجاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
کہیں حوروں کے پرے اور کہیں غلماں کے ہجوم — راہ میں پلکیں بچھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
دیکھ کر شہ کی سواری کو ملائک باہم — یوں اشاروں سے بتاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
ہے جو زوّاروں کی کثرت تو فلک پہ جبریل — بھیڑ رستے سے ہٹاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
آج مشتاقوں کا حضرت کے ہے ملّاح یہ حال — گل سے پھولے نہ سماتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

(ملّاح)

دو عالم کی بنا کیا جانے کیا ہے — نشان ما سوا کیا جانے کیا ہے
حقیقت پوچھ گل کی بلبلوں سے — بھلا اس کو صبا کیا جانے کیا ہے

نہ اکبر سا کوئی نادان نہ ذی ہوش
ہر اک شئے کو کہا کیا جانے کیا ہے

اکبر

# مبارک باد

خواجہ محمد اکبر صاحب اکبر میرٹھی

مبارک تجھے یہ بڑائی حلیمہ
بڑے علم والے کو لائی حلیمہ

ملا دین و دنیا کا سردار تجھ کو
تری بات حق نے بنائی حلیمہ

بنی سارا کا دشت رشک چمن ہے
گل ہاشمی چن کے لائی حلیمہ

جو حور و ملک کو میسر نہیں ہے
وہ نعمت ترے ہاتھ آئی حلیمہ

وہ اللہ والا تری گود میں ہے
ثنا کر رہی جس کی خدائی حلیمہ

زینے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت
عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

ہوئیں مشکلیں ساری آسان اکبر
بنی جب محمد کی دائی حلیمہ

# لوری

یہ حلیمہ کہہ رہی تھیں مرے گل عذار سو جا
مرے نور عین سو جا مرے شیر خوار سو جا

ہے یہی وقت راحت مرے سینہ سے لپٹ جا
آنکھوں میں نیند کا ہے تیرے خمار سو جا

تری چاند سی جبیں پر مری روح ہو تصدق
تری مست انکھڑیوں پر مری جان نثار سو جا

کیا جانے کیا کریں گی تری سرمگیں نگاہیں
ہیں یہ غافلوں کے حق میں بڑی ہوشیار سو جا

جھولا جھلا رہے تھے کہہ کہہ کے یہ فرشتے
آرام کر حبیب پروردگار سو جا

ہوا ورم پلنے شہ پر تو کہا خدا نے اکبر
ترا اتنا جاگنا ہے مجھے ناگوار سو جا

(اکبر میرٹھی)

# والے

خراب آئینوں پر جلا دینے والے
دلوں کی کدورت مٹا دینے والے

ادھر بھی کوئی ریزۂ خوانِ نعمت
خزانے کی دولت لٹا دینے والے

سخی کچھ عطا ہو نواسوں کا صدقہ
صدا دے رہے ہیں صدا دینے والے

ملے کچھ کہ ہیں تیرے در کے بھکاری
فقیروں کو سلطاں بنا دینے والے

کہاں تک کریں شکر اس کا کہ ہم کو
ملے ہیں خدا سے ملا دینے والے

اس اکبر کی بھی شرم محشر میں رکھنا
غریبوں کی بگڑی بنا دینے والے

(اکبر میرٹھی)

# محمد ہیں

پیام حق کے پیغمبر محمد ہیں محمد ہیں
خدا کی راہ کے رہبر محمد ہیں محمد ہیں

محمد قبلۂ جانی محمد سر یزدانی!
کتاب حق کے سر دفتر محمد ہیں محمد ہیں

وہ سرور سرور عالم وہ سید سید اعظم
جہاں میں سب سے عالی تر محمد ہیں محمد ہیں

مروت کے وہ معدن ہیں عنایت کے وہ مخزن ہیں
شفیع اعظم محشر محمد ہیں محمد ہیں

ہوا جن سے جہاں روشن مکان و لامکاں روشن
نبوت کے مہ انور محمد ہیں محمد ہیں

بوقت گرمی محشر تجھے کیا غم ہو اے سرور
کہ اس دن ساقی کوثر محمد ہیں محمد ہیں

(سرور)

# وہ حکیم آیا

جہاں میں شکل احمد بن کے وہ نور قدیم آیا
محبت کا احد کے درمیاں جب حرف میم آیا

ہوا ہم پر کرم اللہ کا حبیب وہ کریم آیا
خدا کا رحم لایا ساتھ جس دن وہ رحیم آیا

مسیحا آگیا مردہ دلوں کے زندہ کرنے کو
کلام حق کے سمجھانے کی خاطر وہ حکیم آیا

ہوا زندہ جو پہنچا مردہ دل دربار احمد پر
شفا پا کر گیا جو در پہ بیمار سقیم آیا

گیا خالی نہیں شاہ عرب کے دار دولت سے
گدا بن کر کوئی آیا مسافر یا غنیم آیا

نہ پھیرا جائے گا محروم گر اخلاص باطن سے
شفیع المذنبین کے در پہ سرور اثیم آیا

(سرور)

حسن پری ایک جلوۂ مستانہ ہے اسکا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اس کا

جو چشم کہ حیراں ہوگئی آئینہ ہے اسکا
جو سینہ کہ صد چاک ہو شانہ ہے اس کا

وہ یاد ہے اسکی جو بھلا دے دو جہاں کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اسکا

شکرانۂ ساقی ازل کرتا ہے آتش!
لبریز مئے شوق سے پیمانہ ہے اسکا

# نعت

کون ہے جسکا مقدم ہے زمانہ پہ وجود — کون ہے وہ کہ خدا بھیجتا ہے جس پہ درود

کون ہے جسکو بلانے وہ ملک آیا ہے — "عند ذی العرش مکین" خود جسے فرمایا ہے

نام پاک اسکا محمد ہے کہو صل علے

کون ہے جسکے مراتب کی ہے کونین میں دھوم — کون ہے جسکو سمجھتے ہیں ملائک مخدوم

کس سے احکام خدا ہو گئے سب کو معلوم — بے پڑھے کھل گئے کس شاہ پہ ابواب علوم

کون ہے وہ شرف آدم ہے بیشک جسکو — ملگیا تاج رفعنا لک ذکرک جس کو

نام پاک اسکا محمد ہے کہو صل علے

کون آفاق میں سردار ہے سرداروں کا — کون مختار ہے فردوس کے گلزاروں کا

کون غمخوار ہے دوزخ کے سزاواروں کا — کون ہے وہ جو وسیلہ ہے گنہگاروں کا

کسکی ہستی ہے جو کونین کی مخدومہ ہے — کسکی وہ امت عاصی ہے جو مرحومہ ہے

نام پاک اسکا محمد ہے کہو صل علے

(وحید)

# شوق زیارت

قافلے جب کے مدینہ کی طرف جاتے ہیں — اپنی محرومی پہ ہم روتے ہیں شرماتے ہیں

گرچہ سامان نہیں ظاہر میں مہیا لیکن — عاجزوں کی وہ مدد غیب سے فرماتے ہیں

رات دن رکھتے ہیں دل میں یہ تمنا ہم — ہم سے محتاجوں کو کب دیکھیے بلواتے ہیں

لو مبارک ہو شہنشاہ کا روضہ آیا — بادشاہان جہاں رعب سے تھراتے ہیں

کیا ہی دربار ہے دربار حبیب رحمت

فیض اس در سے سبھی جن و بشر پاتے ہیں

مسکین

# درود اس پر

درود اس پر کہ جس کا نام تسکین دل و جاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خلق کا تفسیر قرآں ہے
درود اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی
درود اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
درود اس پر تبسم جس کا گل کے مسکرانے میں
درود اس پر کہ جس کا فیض ہے سارے زمانہ میں
درود اس پر کہ جس کا تذکرہ عین عبادت ہے
درود اس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے
درود اس پر کہ جو تھا صدر محفل پاک بازوں میں
درود اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اس پر مکین گنبد خضرا جسے کہیئے!
درود اس پر شب معراج کا دولہا جسے کہیئے
درود اس پر جسے شمع شبستان ازل کہیئے
درود اس پہ ابد کی بزم کا جس کو کنول کہیئے
درود اس پر بہار گلشن عالم جسے کہیئے
درود اس ذات پر فخر بنی آدم جسے کہیئے
رسول مجتبےٰ کہیئے محمد مصطفےٰ کہیئے
وہ جس کو دع ما کدر خذ ما صفا کہیئے
درود اس پر کہ جو ماہر کی امیدوں کا ملجا ہے
درود اس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

(مولانا ماہر القادری)

# نامِ محمّد

کس شان کا نام خدا نامِ محمّد — ہے عرشِ معلّٰی پہ لکھا نامِ محمّد
آنکھوں میں کھنچا جلوۂ توحید کا نقشہ — جب دل پہ مرے نقش ہوا نامِ محمّد
بندوں کا تو کیا ذکر ہے اللہ کو الفت — اللہ غنی صلِّ علیٰ نامِ محمّد

اللہ رے اعزاز کہ خود حق نے شہیدی
نبیوں کے صحیفوں میں لکھا نامِ محمّد

(منشی کرامت علی خان شہیدی)

## ہے

محمّد بادشاہ دوسرا ہے — محمّد مقتدائے انبیا ہے
محمّد نورِ حسنِ کبریا ہے — محمّد خاص محبوبِ خدا ہے
خدا کا حکم تھا کیا مصطفٰے ہی — رضائے حق محمّد کی رضا ہے
محمّد شافعِ روزِ جزا ہے — محمّد دردِ عصیاں کی دوا ہے
درِ فردوس سے عرشِ بریں تک — ہر اک جا پر محمّد ہی لکھا ہے
تماشائے قدرت کا تھا منظور — محمّد کو نبی جانے کیا ہے
مشرف کر زیارت سے نبی کی — یہی ذہبی کا یا رب دعا ہے

(ذہبی)

اسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا — اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا!
کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم — غرض خالی دل شیدا نہ پایا!

نظیر اس کا کہاں عالم میں اے ذوق
کہیں ایسا نہ پائے گا نہ پایا!!!

ذوق

# محمدؐ ہمارا

حضرت معظم (مرحوم)

حبیبِ خدا ہے محمدؐ ہمارا — شہِ دوسرا ہے محمدؐ ہمارا
فلک پر گیا ہے محمدؐ ہمارا — خدا سے ملا ہے محمدؐ ہمارا
خدا سے ہی کم اور سب سے زیادہ — دو جگ میں بڑا ہے محمدؐ ہمارا
نہ پایا کوئی حق کی وحدت کا مطلب — مگر جانتا ہے محمدؐ ہمارا
زمانہ کو جس نے رہِ حق دکھائی — وہی پیشوا ہے محمدؐ ہمارا
معظم ہمیں اپنے عصیاں کا غم کیا — شفیع الوریٰ ہے محمدؐ ہمارا

# علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام

خدا کو ہے پیارا محمدؐ کا نام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ نبی شاہ اعلیٰ مقام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ مرا وردِ دل ہے مدام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ پہ انعامِ حق ہے تمام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ پہ صلوٰت رب ہو مدام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ پہ بھیجو درود و سلام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ ہے سالارِ بیت الحرام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ کی الفت کا پیتا ہوں جام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ نذیر و بشیر تمام — علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام

حضرت نذیر

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

# تعارف

حمید صاحب لکھنوی "زائر حرم" کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ لقب ان کے حق میں اسم بامسمیٰ ہے۔ ان کا کلام اکثر شائع ہوتا رہتا ہے۔ یہ ممکن نہ ہوا کہ جب کبھی ان کے کلام پر نظر پڑی ہو کلام کو بے پڑھے چھوڑ دیا ہو۔ کشش ہی کچھ ایسی ہے۔

بحریں عموماً رواں اور شگفتہ، زبان صاف اور سادہ، مضامین اغراق و غلو سے پاک، کلام جاندار اتنا کہ گویا صفحۂ کاغذ پر چھپا ہوا نہیں، زندہ و ذی روح شاعر کی زبان سے ترنم کے لہجے میں ادا ہو رہا ہے اور دل کا شوق اور نیاز ہے کہ ابلا پڑتا ہے حب نبیؐ اور عشق رسولؐ کے دعویداروں کیلئے خدا کرے یہ کلام نمونہ معیار اور دلیل راہ کا کام دے۔ محبت نام بے قیدی کا نہیں اور پیغمبر کے ساتھ عشق تو اصلاً مترادف ہے ان کے پیام کے ساتھ عشق کا۔

عبدالماجد
دریاآباد۔ بارہ بنکی

# ارمغانِ حجاز

حرم حبیب صدیقی صاحبہ لکھنوی

جانِ بیتاب پر بن آئی ہے — خاکِ طیبہ تری دہائی ہے
حسرتِ دید رنگ لائی ہے — روح آنکھوں میں کھنچ کے آئی ہے
درِ اقدس کی جبہ سائی ہے — جذبۂ شوق کی بن آئی ہے
حاصلِ زیست زندگی ہے وہی — جو مدینے میں جا کے آئی ہے
خاکِ طیبہ کے ذرے ذرے میں — ہائے کیا شانِ دلربائی ہے
آج تک وہ فضائے نورانی — دیدہ و دل پہ میرے چھائی ہے
عالمِ نور ہی نظر آیا — جس طرف بھی نظر اٹھائی ہے
اللہ اللہ وہ نظر کہ جسے — جلوۂ ذات تک رسائی ہے
یادِ طیبہ نے جب کیا ہے کرم — آنکھ بیساختہ بھر آئی ہے
کیوں نہ پرسوز ہوں مرے نغمے — سازِ طیبہ سے لے ملائی ہے
شرم رکھ لے خدا کہ دل نے مرے — محفلِ آرزو سجائی ہے
قبۂ نور ہی کا صدقہ ہے — دل نے یہ روشنی جو پائی ہے
عالمِ رنج و یاس میں اکثر — یہ صدا میرے دل سے آئی ہے
سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ ! — رحمتِ حق نوید لائی ہے
آستانِ نبی پہ جب میں نے — پئے سجدہ جبیں جھکائی ہے
جالیوں کے قریب جا کے مَیں — نگہِ شوق بھر بھر آئی ہے
یک بیک عالمِ حضوری میں — ایک ہیبت سی دل پہ چھائی ہے
پھر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہی — کیسی تسکین قلب پائی ہے

سایۂ رحمت دو عالم میں — کیا ہی پر کیف نیند آئی ہے
مرحبا عشق، آفریں اے دل — نسبت حسن رنگ لائی ہے
پھر مدینے بلائیں گے وہ حمید — اسقدر کیوں غم جدائی ہے
دل شکستہ حمید خلوت میں
آج محو غزل سرائی ہے

## سلطان غریباں کو غریبوں کا سلام

زائرو جبیں کرو جب شہ ذیشاں کو سلام — ہم غریبوں کا بھی سلطان غریباں کو سلام
یاد رکھنا حرم پاک کے جانے والو — اس گنہگار کا بھی رحمت یزداں کو سلام
خوابگاہ شہ کونین پہ ہر لحظہ درود — سحر و شام مرے حاصل ایماں کو سلام
جس سے ہوتی ہیں مری سحر کی راتیں روشن — حرم قدس کی اس شمع شبستاں کو سلام
گنبد خضرا کا ہر روز جو کرتی ہیں طواف — ان شعاعوں کو اور اس مہر درخشاں کو سلام
در اقدس پہ جو مصروف گہر باری ہو — نگہ شوق کا اس دیدہ گریاں کو سلام
نگہ سرور کونین پڑی ہے جس پہ — اس رہ منزل و کوہسار و بیاباں کو سلام
محو آرام ہیں جس خاک پہ اصحاب حضورؐ — ایک مہجور کا اس گنج شہیداں کو سلام
جس میں ہے خلد وہ آغوش قبا کی مسجد — اس خیاباں کو سلام اس چمنستاں کو سلام
ان کی رحمت سے میسر ہوں وہ دن کاش حمید
خود کریں عرض شہنشاہ رسولاں کو سلام

(زائر حرم حمید صدیقی صاحب لکھنوی)

اردو نعت میں میں چند بزرگوں کا قائل ہوں مثلاً حالیؔ مرحوم۔ اصغرؔ گونڈوی مرحوم اور حضرت اقبال مرحوم و مغفور کا۔ اصغرؔ مرحوم کی شاعری میں نزہت و نور کی جو فضا ہے وہ ان کے شخصی تاثرات سے مل جل کر نعت میں مل جل کر جلوہ گر ہوتی ہے غالباً ایک ہی نعت کہی ہے اور خوب کہی ہے۔

حمید صاحب کے کلام میں پاکیزگی اور معصومیت ملتی ہے پڑھنے والے پر اس کا اثر پڑتا ہے اور ہم شاعر اور اس کے موضوع دونوں سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی

# نسیما جانبِ بطحا گزر کُن

(تضمین بر نعت حضرت جامیؔ رح)

بہت ہے تجھ سے امید تعاون! لگی ہے ایک مدت سے یہی دھن
سن اے جانِ محبت آشناسُن نسیما جانبِ بطحا گزر کُن
ز احوالم محمدؐ را خبر کُن

کہاں تک کاہشِ غم یا محمدؐ کہاں تک اشکِ پیہم یا محمدؐ
کہاں تک دامنِ نم یا محمدؐ توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ
ز راہِ لطف سوئے من نظر کُن

بہت مدت سے اے شوق سراپا! میری قسمت بھی ہیں بہتاں چلو! (؟)
کہاں تک آہ یہ امروز و فردا بہ بر ایں جانِ مشتاقم در آنجا
فدائے روضۂ خیر البشر کُن

بجانِ دردمندانِ محبت بہ پاسِ گوشۂ دامانِ رحمت
حمیدِ خستہ پر ہو سعیِ غایت مشرف گرچہ شد جامیؔ ز لطفت
خدایا ایں کرم بار دگر کُن

زائرِ حرم حمید صدیقی صاحب لکھنوی

# چہ شام دل آرا چہ صبح بہارے

صبا لائی ہے کیا نویدِ مسرّت اُبھر آئے جذبات دل کے ہمارے
نسیمِ سحر نے یہ کیا گُل کھلایا اُٹھے جا رہے ہیں حجابات سارے
نگاہے کہ اُفتد بہ ہر مرغزارے
گلستاں گلستاں بہارے بہارے

حُدی خواں نے چھیڑا اِدھر اپنا نغمہ اُدھر لیلیٰ شب نے گیسو سنوارے
شبِ تار میں شعلہ رُوں کی قطاریں چلی جا رہی ہیں کنارے کنارے
بہر منزلے بختِ خوش می رساند
چہ شام دل آرا چہ صبح بہارے

اِدھر کوہ کا ایک سوادِ مسلسل اُدھر ضَو فگن آسماں پر ستارے
ببولوں پہ ہے نخلِ ایمن کا دھوکا چمکتے ہیں جگنو کہ جیسے شرارے
دلم خاک شد در رہِ شوق لیکن
پسِ کارواں است مشتے غبارے

عجب شان سے قافلہ جا رہا ہے — جھکے پڑ رہے ہیں زمیں پر ستارے
مجھے ناخدا چھوڑ مرضی یہ ان کی — جہاں بحر رحمت کیے لے جائیں دھارے

ترحّم ترحّم خدا را ترحّم!
بکوے فتادہ، عزیب الدیارے

سحر نے کیا چاک دامن شب — ادھر جلوہ گر تھے حرم کے منارے
ادھر کارواں ذوالحلیفہ میں پہنچا — اُدھر ساربان نے کجاوے اتارے

فدایم ہزاراں بجان گرامی
بآں شہر خوباں، چناں شہر یارے

رگ و پے میں دوڑیں مسرت کی لہریں — ہیں پیش نظر روح افزا نظارے
حبیبی حبیبی کھڑے کہہ رہے ہیں — وہ معصوم علماں صفت ماہ پارے
کوئی آج معراج شوق اس کی دیکھے — کہ جس نے غم ہجر کے دن گزارے

حمید از سیاسے کہ شایاں نیرزد
دلم باز آسودہ شد در کنارے

ادھر جذبہ ذوق و شوق زیارت — ادھر جانب قبہ نور اشارے
وہ آئی نسیم خنک روح پرور — مرا شوق پھر سے دل کو ابھارے

بدوش صبا میرسد بوے یارے
چہ مرکب سبک رو، چہ نازک سوارے

# پیغمبرِ اسلام

(جوش ملیح آبادی)

نگاہِ فطرت کی ضو سے یوں تو ہر ایک ذرہ جھلک رہا ہے
ہر ایک قوت ابھر رہی ہے ہر ایک پودا لچک رہا ہے

دبے ہیں ذرات کی تہوں میں ہزار اسرار کے خزانے
ازل سے آغوشِ خار و خس میں کھلے ہیں پھولوں کے کارخانے

ہوائے نشو و نما کا جھونکا ہر ایک چمن سے گزر رہا ہے
ہر ایک غنچہ ہے محوِ زینت ہر ایک شگوفہ سنور رہا ہے

ادا سے چلتی ہے گلستانِ جہاں میں بادِ بہار اب بھی
زمانہ ہے رحمتوں کی تازہ نوازشوں سے دوچار اب بھی

جبینِ لیلائے شب پہ روشن ہے روپہلی قندیل سی قمر کی
سنہری کنگن میں ہنس رہی ہے کلائی دوشیزۂ سحر کی

عطا و انعام کے فرشتے جہاں سدا پیش و پس رہے ہیں
زمیں پہ صبحِ ازل سے اب تک کرم کے بادل برس رہے ہیں

مگر یہ سب بے شمار تحفے زمیں کو فطرت جو بخشتی ہے
کوئی حقیقی ہے ان میں نعمت تو وہ اک آزاد آدمی ہے

وہ آدمی موجِ زندگی سے نگاہ جسکی دھلی ہوئی ہے
وہ آدمی جس کے ہر نفس میں کتابِ حکمت کھلی ہوئی ہے

وہ آدمی جس کی تیز نظریں مزاجِ عالم کی رازداں ہیں
وہ آدمی نبضِ پیچ و تابِ حیات پر جس کی انگلیاں ہیں

وہ آدمی جسکا جامِ الفت خنک ستارے پئے ہوئے ہیں
وہ آدمی گرد و پیش جسکے فرشتے حلقہ کئے ہوئے ہیں

وہ آدمی جسکی پاک دل میں پیامِ فطرت چھپا ہوا ہے
وہ آدمی جسکا گرم ناخن ربابِ ہستی کو چھو رہا ہے

وہ آدمی جو شمیمِ گل سے علوم کے پھول چن رہا ہے
وہ آدمی جو ہوا کی رو میں خدا کا پیغام سن رہا ہے

اگرچہ نقش و قدم پہ اس کے ازل سے سجدے میں آسماں ہیں
مگر غضب تو یہ ہے جہاں میں اسی سے بے اعتنائیاں ہیں

بہت سے گذرے ہیں یوں تو انساں خرد کی شمعیں جلانے والے
بتوں کی ہیبت اٹھانے والے خدا کا سکہ جمانے والے

مگر عرب کی خموش افق سے کرن وہ پھوٹی رسول بنکر
کہ جتنے ظلمت کے خار و خس تھے وہ مہک اٹھے سرخ پھول بنکر

ابھی تک انکار پر مصر ہے دماغ مختل ہے کافری کا
نظامِ قدرت سے ہے نمایاں ثبوت اس کی پیمبری کا

کوئی فلاحت کا ہے وہ ماہر؟ کہ یہ حقیقت کرے ہویدا

کہ خار کے تخم نے بھی کیا ہے کسی صدی میں گلاب پیدا!
کوئی نظیر اس کی مل سکے گی؟ کہ آگ پانی سے جل سکی ہے
زمیں چھپا سکی ہے تارے؟ چٹان موتی اگل سکی ہے
کبھی کوئی جنس اپنی ضد کی طرف بنا و دگر بھری ہے
گلی سے شعلے کبھی اٹھے ہیں؟ شرر سے شبنم کبھی گری ہے
دیار باطل کے کارواں کو سراغ دین وطن ملا ہے؟
کسی کو خشکی کا بیج بو کر کبھی سمندر کا پھل ملا ہے
سرشت جو خشت کی نہ سمجھے مزاج جو سنگ کا نہ جانے
زباں اسکی بنا سکے گی ستون و محراب کے فسانے
وہ خستہ معمار جو نہ جانے کہ فن تعمیر کیا بلا ہے
محل کا کیا ذکر اک گھروندا بھی زندگی میں بنا سکا ہے؟
بنا سکے گا بھی وہ اگر کچھ نہ رہ سکے گا نشاں اسکا
رہے گا مٹی کا ڈھیر ہو کر ضرور اک دن مکاں اسکا
اسی طرح وہ جو دوسروں کی بہار حکمت کا خوشہ چیں ہے
اسی طرح وہ جو کہہ رہا ہے "نبی ہوں" لیکن نبی نہیں ہے
وہ اک پودا ہے باغ عالم میں جو مسلسل نہ پھل سکیگا!
کبھی اس آشفتہ سر کا مذہب جہاں میں صدیوں تک چل سکیگا
بھلا یہ ممکن ہے کذب پر ہو مدار اک دین مستقل کا
گراں بہا وقت کی جبیں پر نشاں ہو اک پائے مضمحل کا

کبھی تو غور کر اپنے جی میں کہ اس روش میں یہ بات کیوں ہے؟
اگر یہ شئے عین حق نہیں ہے تو پھر یہ رنگِ ثبات کیوں ہے؟

اگر یہ مصحف نہیں تو ہاتھوں پہ کیوں مشیت لئے ہوئے ہے
اگر غلط ہے تو کیا خدا کا جلال سازش کئے ہوئے ہے؟

اگر یہ بے جان مسئلہ ہے تو زندگانی کا جوش کیوں ہے؟
اگر یہ تکذیب کا ہے شایاں، زبانِ فطرت خموش کیوں ہے؟

اگر صدا اس نبی امّی کی آسمانی صدا نہیں ہے؟
تو پھر کہاں سے یہ فیض پہنچا؟ جواب اسبات کا نہیں ہے!

عرب کے ہیرو عجم کے سلطاں نظامِ ارض و سماں کے والی
زمیں پہ لطف و کرم کی تو نے عجب بنائی لطیف ڈالی

چلا جو دوشِ صبا پہ تیرا پیام ابرِ بہار بن کر
تمام باطل کے سنگریزے مہک اٹھے برگ و بار بن کر

مشیتِ ایزدی کے دل سے بنا ہے شاید دماغ تیرا
وگرنہ کیوں طاقِ بادِ صرصر میں جل رہا ہے چراغ تیرا

دلے ہیں سینے میں زندگی کے بہت سے جوہر ابھرنے والے
ادھر بھی ہاں اک نظر خدارا دلوں کے بیدار کرنے والے

(جوش ملیح آبادی)

# تیرگیٔ جمود سے نکلی شعاعِ زندگی

اک ذرۂ وجود ہے آئینہ کائنات کا　　ذوق دیا نگاہ کو نورِ تجلیات کا
تیری نمود تکملہ جلوہ گہِ حیات کا　　تیرا ورودِ ارتقا عالمِ ممکنات کا
کھینچ دیں اصل و فرع میں تو نے حدودِ امتیاز　　ذہنِ نظر کو دے دیا علم صفات و ذات کا
محشرِ ہست و بود کو دے کے سکون کا پیام　　تو نے بدل دیا ہے رنگ شورشِ کائنات کا
تیرگیٔ جمود سے نکلی شعاعِ زندگی　　عقدہ کیا جو تو نے حل فلسفۂ حیات کا
کشمکشِ حیات سے روح کو کر دیا رہا!　　آخری رہنما ہے تو مرحلۂ حیات کا
دیرِ خودی و کبر میں تو نے اذانِ صبح دی　　تیرا جمال سرمدی چاند ہے پچھلی رات کا

رہنے دے محوِ بیخودی خاطرِ پرخروش کو
راز کہیں نہ فاش ہو قیدِ تعینات کا

★

علامہ سیماب اکبرآبادی

★

# میلادُ النّبیؐ

آج اس عظیم الشان انسان کا جنم دن ہے جو زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کیلئے رحمت بن کر آیا تھا اور وہ اصول اپنے ساتھ لایا تھا جن کی پیروی میں ہر فردِ انسانی، ہر قوم و ملک اور تمام نوعِ انسان کے لئے یکساں فلاح اور سلامتی ہے۔

## دھوم ہے مہرِ عرب ماہِ عجم آتا ہے

ساقیا آئی ہے کس دھوم سے گلشن کی بہار
عید میلاد کے نغموں سے غزلخواں ہیں ہزار
رنگ لائے ہیں جو اتنا چمن کر کے بہار
نذر کو لائی ہے جنت سے صبا پھولوں کے ہار

کہیں حوریں ہیں صفیں باندھے سلامی کیلئے
کہیں غلمان ہیں کمربستہ غلامی کے لئے

مصر میں یوسفِ کنعاں کی ہے آمد آمد
طور پر موسیٰ عمراں کی ہے آمد آمد
خلق کہتی ہے سلیماں کی ہے آمد آمد
چرخ سے عیسیٰ دوراں کی ہے آمد آمد

دھوم ہے مہرِ عرب ماہِ عجم آتا ہے
شور ہے ابرِ کرم بحرِ ہمم آتا ہے

گلِ شاداب گلستانِ خلیلؑ آتا ہے
سروِ سبزِ خیابانِ خلیلؑ آتا ہے
ثمرِ نو رسِ بستانِ خلیلؑ آتا ہے
قاسمِ نعمتِ الوانِ خلیلؑ آتا ہے

لو وہ آتا ہے جو ہے لعلِ بدخشانِ ذبیحؑ
راحتِ روحِ براہیمؑ و دل و جانِ ذبیحؑ

۴۴۳

# شمعِ ہدایت

مولانا ظفر علی خان
(بابائے صحافت پاکستان)

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی کل دنیا کے درباروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں "لولاک لما" کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو قرآں کے سیپاروں میں

# سلام

یا شفیع الوریٰ سلام علیک — یا نبی الہدیٰ سلام علیک

خاتم الانبیاء سلام علیک — سید الاصفیا سلام علیک

اعظم الخلق اشرف الشرفا — افضل الاذکیا سلام علیک

واجب حبک علی المخلوق — یا حبیب العلیٰ سلام علیک

احمدٌ لیس مثلک احدٌ — مرحبا مرحبا سلام علیک

کشفت منک ظلمۃ الظلما — انت بدر الدجیٰ سلام علیک

انک مقصدی و ملجائی — انک مدعا سلام علیک

سیدی یا حبیبی مولائی — لک روحی فدا سلام علیک

افضل الانبیا سلام علیک

(حضرت احسن رضوی داناپوری)

# نعت

اُجالے پہ چھایا ہوا تھا اندھیرا زمانے پہ ہر سو بدی حکمراں تھی
بشر ایسی فطرت کا حامل تھا اس دم، جو فطرت پہ خود ایک بارِ گراں تھی

پرستش تھی یزداں کے گھر اہرمن کی، صنم خانہ وہ سجدہ گاہِ جہاں تھی
خلیلِ خدا کی نہ خلّت باقی، نہ یادِ خدائے زمین و زماں تھی!

ہر اک سمت شورِ ہلاکت بپا تھا، ہر اک سو جہالت کا سکہ رواں تھا
دماغوں پہ شیطان چھایا ہوا تھا، دلوں میں جہنم کا شعلہ تپاں تھا

اندھیرے میں انسانیت کھو گئی تھی، ہلاکت کی جانب مزاجِ بشر تھا
خدا سے خدائی جدا ہو رہی تھی، بھٹکنے کی پرواہ نہ لٹنے کا ڈر تھا

بتایا جدھر راستہ کاہنوں نے، ادھر قافلہ کارگرمِ سفر تھا
عمل، فال، اور سحر پر منحصر تھے، مقدر ستاروں کے زیرِ اثر تھا

جو تاریک راستوں سے تاریک تر تھے، کچھ ایسے برے دن آئے ہوئے تھے
یہ پتھر، یہ سورج، یہ چاند اور تارے خدا بن کے ملکوں پہ چھائے ہوئے تھے

جو کچھ آجکل ہے زمانہ کا نقشہ، کچھ ایسا ہی فتنہ تھا اس وقت برپا

الگ سب کے دل تھے جدا سب کی رائیں خیالوں کا جھگڑا نہ تھے ذات لا

نہ خود ہی سمٹنے کی طاقت تھی باقی، نہ تھا کوئی مرکز پہ لے آنے والا

جو تھا نظم عالم وہ تھا خود ہی درہم، جو شیرازہ تھا وہ بھی بکھرا ہوا تھا

عجب شورشیں تھیں زمانے میں برپا، ہر اک شخص آمادۂ قتل و خوں تھا

حقیقت کی نظریں جدھر اٹھ رہی تھیں، ادھر کارفرما جنوں ہی جنوں تھا

جہاں میں تھا ضد اور طاقت کا دورہ دلوں میں کدورت کی تہ جم گئی تھی

نہ پاس شرافت نہ حفظ مراتب، جسے دیکھئے کد اسے بات کی تھی

درندوں میں ہوگی مروت تو ہوگی، مگر آدمی کی عجب زندگی تھی

کسی بات پر تیغ ہو گر کشیدہ تو وہ نسل در نسل سر کاٹتی تھی

فضا ایسی مسموم جب ہو رہی تھی، اندھیرا گھٹا ٹوپ جب چھا رہا تھا

اسی وقت فاراں سے اک نور مطلق ہدایت کی مشعل لئے آ رہا تھا

وہ مہر منور جو چمکا تو روشن ہوا حق، گھٹی بڑھتی ظلمت

اندھیرا چھٹا اور خود جگمگائی، اجالے میں تسلیم کر آدمیت

بدل دی محبت کے پیغامبر نے پرانی روایات و دیرینہ نفرت

زمانے میں کی ان سے تبلیغ رحمت، ملا دہر کو ان سے درس اخوت

لرزنے لگیں طاقتیں اہرمن کی ہوئی دُور باطل پرستی جہاں سے
زمیں اسکے قدموں سے مس ہوتے ہوتے بڑھی اور ٹکرا گئی آسماں سے

سلامٌ علیٰ ذات طٰہٰ و یٰسین، سلامٌ علیٰ مقصد خلق عالم
سلامٌ علیٰ ختم وحی و رسالت، سلامٌ علیٰ مژدۂ ابن مریم
سلام علیٰ نور و مصحف حق، سلامٌ علیٰ خلق رحم مجسم
سلامٌ علیٰ شافع جرم عصیاں، سلامٌ علیٰ راحم نسل آدم
سلامٌ علیٰ آں شہ دین و دنیا کہ رحمت ہے سب کیلئے ذات اسکی
سلامٌ علیٰ آں امین حقیقت کہ ہے وحی کامل اک اک بات اسکی

سلام اے دل ناتواں کے سہارے، سلام اے غریبوں کے ہمدرد مولا
سلام اے محبت کے داعیٔ برحق، سلام اے مصیبت میں فریاد شنوا
سلام اے خدا سے ملا دینے والے سلام اے خدا کی نگاہوں میں یکتا
سلام اے محمد سلام اے محمد، سلام اے مشیت کے آخر تقاضا
سلام اے سیہ کار امت کی ہادی سلام اے ستم سہنے والوں کے داتا
سلام اے سنبھل جانے والوں کے مولا سلام اے گرے رہنے والوں کے آقا

# محمد کا دار السلام آرہا ہے

غلاموں پہ اپنے یہ الطاف آقا مدینے سے ہم کو سلام آرہا ہے
ادھر سے درودوں کی ڈالی چلی ہے ادھر سے کرم کا پیام آرہا ہے
جبیں ہے کہ خود ہی جھکی جا رہی ہے ادب کا وہ نازک مقام آرہا ہے
نظر ہے کہ سجدے ادا کر رہی ہے محمد کا دار السلام آرہا ہے
کوئی دل شکستہ یہ حال پریشاں غموں کا ستایا مصیبت کا مارا
زیارت کی دھن میں سا مدینے کی جانب حضور آپ کا اک غلام آرہا ہے
شب غم کی قسمت بدلنے لگی ہے خوشی کے ستارے چمکنے لگے ہیں
حبیب خدا جلوہ فرما ہیں دل میں نظر آج ماہ تمام آرہا ہے
گناہوں کی تاریکیاں مٹ رہی ہیں شفاعت کے انوار پرتو فگن ہیں
قیامت قیامت پہ چھائی ہوئی ہے کہ محشر میں محشر خرام آرہا ہے
تمہارے غلاموں کی حالت ہے ابتر نہ جینے کا امکاں نہ مرنے کی فرصت
سکوں کی ہمیں جستجو ہے مگر وہ سحر آرہا ہے نہ شام آرہا ہے
نشار دہلوی

یہ تھا منظر حق ہوں باطل خود کام کے ٹکڑے
رسول ہاشمی نے کر دئے اصنام کے ٹکڑے
حجاز و مصر کے ، ملک دمشق و شام کے ٹکڑے
یہ ٹکڑے ہیں قبائے ملت اسلام کے ٹکڑے
بنا بت خانہ ، کعبہ ، معجزہ ہے یہ محمد کا
برہمن نے کئے ہاتھوں سے اپنے رام کے ٹکڑے

محمد مسلم صاحب مسلم اعظمی

# سلام

یہ نام خدا کس کا نام آرہا ہے
زباں پر درود و سلام آرہا ہے

نجاتِ اُمم کا پیام آرہا ہے
جہاں میں رسول انام آرہا ہے

پئے تشنہ کامانِ صہبائے وحدت
کوئی آج کوثر بجام آرہا ہے

بتوں کا عمل اٹھ رہا ہے حرم سے
کہ مختار بیت الحرام آرہا ہے

مبارک ہو فتنوں کو تا حشر سونا
کہ اب دور امن و سلام آرہا ہے

یہ قرآن ناطق یہ آئین محکم
خدا کا مکمل نظام آرہا ہے

لطافت کی دریا فصاحت کا کوثر
کلامِ بلاغت نظام آرہا ہے

صف انبیا کیا ہے تاروں کا جھرمٹ
ستاروں میں ماہ تمام آرہا ہے

فلک جھک رہا ہے زمیں ہے مؤدب
شہ عرش اعظم خرام آرہا ہے

محمد کی سرکار اللہ اکبر
خدا کا برابر سلام آرہا ہے

عقیدت کے کچھ پھول دامن میں لیکر
سلامی کو تیرا غلام آرہا ہے

اسے بھی عنایت ہو اک جام کوثر
ترا مسلم تشنہ کام آرہا ہے!

# نعت

قاضی عبدالرشید صاحب یکتا واسع درگاہ شریف بستی

اطبا دیکھ کر حالت مری حسرت سے کہتے ہیں
مسیحا ہو بھی یہ بیمار اچھا ہو نہیں سکتا

طبیبو! جاؤ جاؤ! کیوں لگا رکھا ہے یہ مجمع
مریض عشق! احمد ہوں میں اچھا ہو نہیں سکتا

محشر دہلوی (عرب)

# چل اے دل چلیں پاؤں پیدل مدینے

مدینے سے آواز دی ہے نبی نے — چل اے دل چلیں پاؤں پیدل مدینے
وفا کی اگر چار دن زندگی نے !! — پہنچ جاؤں گا اک نہ اک دن مدینے
بڑے سے بڑے سرکش فتنہ جو کو — کیا ہے مسخر تری سادگی نے
کہاں جا رہے ہو سر طور موسیٰ — مدینے میں ہیں عرش اعلیٰ کے زینے
جدائی میں تاروں کی چھاؤں میں اکثر — بہائے ہیں چشم طلب نے نگینے
چلا جب زمانے کو ٹھکرا کے طیبہ — ملے ہر قدم پہ مجھے نقش زینے !
سیہ کار کفار کے تم نے آقا — منور کئے نور ایماں سے سینے
کئی بار ایسا گماں ہو چکا ہے — کہ جیسے چلا جا رہا ہوں مدینے
نہ آیا کبھی بل تمہاری جبیں پر — ستم لاکھ ڈھائے بہر گو کمینے

مبارک ہے اس شخص کی ذات محشر
پہنچ جائے جو زندگی میں مدینے

ہو گیا عشق میں برباد رسول عربی — اب تو سن لیجئے فریاد رسول عربی

ایک مدت سے ہے بیتاب نکلنے کے لئے
لب خاموش میں فریاد رسول عربی

شہزاد احمد دہلوی

غنچہ و گل نے جھلک دی تو ضیا شمس و قمر — کر گئے کام ہیں کیا عارض تابان رسول
نذر کو اشک محبت کے گہر لایا ہوں !!!
کیوں نہ یہ تحفہ ناچیز ہو شایان رسول

شمشیر ذوالفقی

مہر دہلوی صاحب

# زمزمۂ نعت!

سرنگوں ظلمت غم ہے نہ خوشی چھائی ہے
آج ہر اجڑے ہوئے دل میں بہار آئی ہے

اب یہ پیغام مدینے سے صبا لائی ہے
باغ طیبہ میں نئے سر سے بہار آئی ہے

ہاں چلیں بادۂ توحید کے پھر جام پہ جام
آج افلاک پہ رحمت کی گھٹا چھائی ہے

عالم حسن میں ثانی نہیں جس کا کوئی !
دل نے اس مہر درخشاں سے ضیا پائی ہے

گلشن طیبہ میں اس رنگ سے آئی ہے بہار
آج ہر دل کی کلی جھوم کے مسکاتی ہے

محفل کون و مکاں میں ہے اجالا جس کا
دل اسی مہر درخشاں کا تمنائی ہے

ایسے اعجاز تبسم کے تصدق جس سے
تازگی غنچوں نے کلیوں نے ہنسی پائی ہے

سلسلہ بزم تصور کا نہ ٹوٹے یارب
آج پھر شکل نبی چشم کو نظر آئی ہے

مہر نے حب نبی میں جو اٹھائے صدمے
اس کے حصے میں جہاں بھر کی خوشی آئی ہے

---

مرزا بابر چنگیزی صاحب امرتسری

# نعت

یہ دلبر حق کی عظمت تھی جبریل بھی تھے دربان نبیؐ
قربان کہ سارے نبیوں میں ہیں افضل و اعلیٰ شان نبیؐ !

ہجوری کا غم بھی مٹ جائے پردے بھی دوئی کے اٹھ جائیں
للہ نظر آجا اب تو اے حسن رخ تابان نبیؐ !

بن جاتا ہے منصور کوئی سرمد کوئی اور شمس کوئی
سرشار مے توحید سے جب ہو جاتے ہیں رندان نبیؐ

# رسولِ عربی

حضرت نظر سیہوری

غم ہے نا قابلِ اظہار رسولِ عربی ! سنئے سنئے مرے سرکار رسولِ عربی
بے گناہوں کو نظر آئیگی آخر کب تک سر پہ لٹکی ہوئی تلوار رسولِ عربی
کہیں باقی نہ رہا عزت و ناموس کا پاس خون روتا ہے دلِ زار رسولِ عربی
دمبدم تیز ہوا جاتا ہے باطل کا دیا زندگی حق کو ہے دشوار رسولِ عربی
دشت و صحرا بھی بہاروں سے تھے کل تک گلشن آج تاراج ہے گلزار رسولِ عربی
نظر آتی نہیں اب جنسِ گراں مایۂ حق ! سرد ہے گرمیِ بازار رسولِ عربی
ہائے یہ درد کہ اب مہر و وفا کی نہیں قدر جنسِ ناکارہ ہے ایثار رسولِ عربی
اپنے ہی قلب و جگر پھونکے ہی ہیں پیہم گھٹ کے ہر آہ شرربار رسولِ عربی
منہ سے شعلے سے نکلتے ہیں بجائے الفاظ تیز ہے آتشِ گفتار رسولِ عربی

غم ہے نا قابلِ اظہار رسولِ عربی
سنئے سنئے مرے سرکار رسولِ عربی

سنئے مظلوموں کی فریاد رسولِ عربی دیجئے کچھ تو ہمیں داد رسولِ عربی
آج امت کو ستاتے ہیں زمانے والے کوئی سنتا نہیں فریاد رسولِ عربی
کوئی ہامان "تو" فرعون ہے کوئی نمرود اور کوئی نائبِ شداد رسولِ عربی
بے گناہوں پہ ستم کرتے ہیں بانیٔ ستم روز ہے نت نئی بیداد رسولِ عربی
ہر نشیمن نظر آتا ہے گلستاں میں قفس باغباں بن گیا صیاد رسولِ عربی
آہ ! پابندیاں ہیں فکر و نظر پر قائم روح بھی اب نہیں آزاد رسولِ عربی

امتحاں ہو گا وفادارئ دل کا کب تک — کچھ تو فرمائیے ارشاد رسولِ عربی
مژدۂ رحمتِ حق کی ہے بہت کچھ امید — منتظر ہے دلِ ناشاد رسولِ عربی
حق و انصاف کا پھر دل میں اجالا پھیلے — گھر ہوں اجڑے ہوئے آباد رسولِ عربی
سنیئے مظلوموں کی فریاد رسولِ عربی!
دیجئے کچھ تو ہمیں داد رسولِ عربی!

سرتاج بی۔اے

# نعت

مصرعۂ تخلیقِ کل ہے قدِ بالائے رسولؐ
مطلعِ حسنِ دو عالم، روئے زیبائے رسولؐ

ہر قدم پہ سجدۂ تعظیم کرتے جائیے!!
منزلِ تسلیم ہے، نقشِ کفِ پائے رسولؐ

مضمحل ہیں مستِ وحدت، ساقئ بزمِ ازل
پھر چلے محفل میں دورِ جامِ صہبائے رسولؐ

کون سی حسرت نکلتی ہے ذرا اب دیکھئے
دم کے ساتھ آنکھوں میں آئی ہے تمنائے رسولؐ

تصنیف ذوالتقی صاحب

# السلام اے بانیٔ آئینِ ایمان السلام

السلام اے نبیرۂ اربابِ احسان السلام — السلام اے مایۂ صد ناز یزدان السلام
آپکی آمد سے کل ادیان باطل ہو گئے — السلام اے بانیٔ آئینِ ایمان السلام
آپکی پرتو سے روشن ہو گیا سارا جہاں — السلام اے مہبطِ انوارِ سبحان السلام
آپکی ہستی سے حاصل ہے زمانے کو فروغ — السلام اے فیض بخشِ عینِ عرفان السلام
مظہرِ انوارِ رحمت آپ کا روشن وجود — السلام اے غیرتِ خورشیدِ تابان السلام
منبعِ رشد و ہدایت آپکا ایک ایک لفظ — السلام اے حاملِ تفسیرِ قرآن السلام
آپ سے انسانیت کا خلق نے سیکھا سبق — السلام اے محرمِ اسرارِ انسان السلام
آپ کا جب نام لیتا ہوں تو پاتا ہوں سکوں — السلام اے راحتِ قلبِ پریشان السلام

اک نگاہِ مہربانی چاہیے شمشیر پر
السلام اے مونسِ آشفتہ حالان السلام

# غزل نعتیہ

تڑپتا ہے دل اور ترستی ہیں آنکھیں کہاں ہے تو اے گلعذارِ مدینہ
میں راتوں کو اٹھ اٹھ کے روتا ہوں اکثر جب آتی ہے یادِ دیارِ مدینہ
ترے ذکر سے قلب روشن ہے میرا، مرا دل ہے اک یادگارِ مدینہ
محبت تری روحِ ایمانِ عالم تری ذات عز و وقارِ مدینہ

# نعت

## قاضی حصام الدین حاجی تجاوری

ہے بزم نو اک چاند تاروں سے جشن سحر جلوہ پرور ہیں کھلا رہی ہے
یہ کون آج دنیا میں تشریف لایا زمیں اپنی ہستی پہ اترا رہی ہے

کرم کی نمائش ہے جلوؤں کی بارش تجلی حق جلوہ فرما رہی ہے
الم ہے کہ مٹتے چلے جا رہے ہیں خوشی ہے کہ چھاتی چلی جا رہی ہے

وہ رحمت سراپا وہ نور مجسم وہ محبوب خالق وہ مطلوب عالم
ہوا ہے کچھ اس شان سے جلوہ فرما خدائی تصدق ہوئی جا رہی ہے

یتیموں کا حامی غریبوں کا یاور فقیروں کا داتا امیروں کا رہبر
عجب شان ہے شان بزم محمد خدا کی خدائی کھنچی آرہی ہے

وہ شمع ہدایت وہ ختم رسالت محبت کا کعبہ عقیدت کا قبلہ
یہ عظمت یہ رفعت کہ قدموں پہ اس کے جبیں دو عالم جھکی جا رہی ہے

اخوت کا درس کس نے پڑھایا کہ دنیا سے جڑ کٹادی دشمنی کی
محبت کے چشمے ابلنے لگے اب کدورت دلوں کی مٹی جا رہی ہے

ملک صف بہ صف ایستادہ ہیں کیسے پڑی ہے قیامت میں کیسی یہ ہلچل
بڑھی پشیمانی کو رحمت خدا کی یہ کس کی سواری چلی آرہی ہے

تصور میں روضہ کا نقشہ کھنچا ہے نظر کر رہی ہے طواف مدینہ
مگر ہجر آتا ہے پھر ہجر آقا تڑپتا ہے دل روح گھبرا رہی ہے

بلائیں گے جب تک روضہ پہ آقا مری روح کو چین مشکل ہے حاجی
کبھی شوق ملنے میں دل رو رہا ہے کبھی یاد طیبہ کی تڑپا رہی ہے

## دیگر

ہر اک خار گلشن میں بن کے مہکا خوشی سے ہوئی سبز ہر خشک ڈالی

بہار جہاں بن کے دنیا میں آیا خدائی کا مختار امت کا والی

بجیں لا الہ کے ڈنکے جہاں میں زمانے میں گونجے اذان بلالیؓ

وہی دور اسلام یارب دکھا پھر فضاؤں میں لہرائے پرچم ہلالی!

ہزاروں سلام اس مبارک شکم پر بندھے جس پہ پتھر اس امت کی خاطر

دل و جان ایسی قناعت پہ صدقے دو عالم کا داتا مگر پیٹ خالی

یہ جذب محبت مرا اللہ اللہ تصور میں ہے سبز گنبد کا نقشہ

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے اکثر کہ تھامی ہوئی ہاتھوں سے روضے کی جالی!

وہ کملی تھی کیا چیز اللہ جانے جو محبوب حق کو تھی محبوب اتنی

کبھی دوش اقدس پہ خوش ہو کے ڈالی کبھی اوڑھ لی اور کبھی بچھالی

مدینے میں جا کر شہنشاہ دیں سے صبا عرض کرنا کہ مقبول کیجے

تمہارے غلاموں نے بھیجا ہے آقا سلاموں کا تحفہ درودوں کی ڈالی

بڑھی حد سے دنیا کی محشر خرامی کہیں پستے پستے نہ مٹ جائے امت

حبیب خدا چشم رحمت خدا را کہ اب تو بہت ہو چکی پائمالی

مئے عشق احمد شب و روز حافظ پئے جا رہا ہوں بہکتا نہیں ہوں

کبھی راز دل کا زبان پر نہ آیا مجھے حق نے بخشا ہے وہ ظرف عالی

## حافظ رامپوری

زبان حافظ سے کیا ادا ہو، خدا ہی جس کا مدح خواں ہو

ہے لوح پر جس کا نام نامی، ہر اک جن و بشر سے پہلے

# رحمت اللعالمین ہو کر

جہاں میں آپ آئے رحمت اللعالمیں ہو کر
کرم نے ضو بڑھادی خاتم حق کا نگیں ہو کر!
وہ آئے سوئے امت رہبر راہ یقیں ہو کر
ملی منزل اک اک کو پیرو دین متیں ہو کر
پیمبر لاکھ سے بڑھ کر جہاں میں یوں تو آئے ہیں
مگر سرکار جب آئے تو ختم المرسلیں ہو کر
خدا خود شیفتہ ہے جلوۂ روئے محمد کا
تعجب کیا جو یوسف بک گئے ہیں نازنیں ہو کر
بنا کر لفظ کن سے دید ئے کونین خود حق نے
رسول اللہ آئے مالک دنیا و دیں ہو کر!
ہے چشم نجات امت عاصی کا پروانہ
مٹایا حق کو دل نے آپ کے اندوہگیں ہو کر
سمندر خشک ہوجائے گا خود اشک ندامت کا
وہ دامن ہاتھ آجائے گا جس دن آستیں ہو کر
نبی کے در کی دربانی میسر ہو جو قسمت سے
ظفر ہم بھی کریں شاہی غلام شاہ دیں ہو کر

---

جمیل مرصع پوری بمبئی

سمجھوں کا مجھکو دولت کونین مل گئی
دیکھوں جو اپنی آنکھ سے تربت رسول کی
معراج میں بلا کے بٹھایا قریب تر
کتنی گراں خدا کو بھی فرقت رسول کی
ڈھونڈیں گے ہم جمیل قیامت میں آپ کو
ہم عاصیوں کو ڈھونڈے گی رحمت رسول کی

# نعت

## حضرت منظر مالیگانوی

آج یہ مژدہ جاں بخش صبا لائی ہے — وہ خزاں جس کی نہیں ہجر وہ بہار آئی ہے
مجھکو رو لینے دو اس غفلت پر ! — آج ایک کے بعد آپکی یاد آئی ہے
زیر بحث آ گئے جب آپکے اخلاق بلند — مرحبا آپکی تصویر اتر آئی ہے

## محمد صالح صاحب

محمد مصطفٰے ہو سرور محبوب داور ہو — قسیم حوض کوثر ہو شفیع روز محشر ہو
شہنشاہ امم ہو فخر موجودات عالم — نبی آخری کونین کی ہر شے سے بہتر ہو !
عرب کا چاند جلوہ ریز ہے اکناف عالم میں — تو اس عالم میں پھر کیونکر نہ ہر ذرہ منور ہو
بظاہر آمنہ کے لال ہو تم ابن عبد اللہ — حقیقت میں خدائے لم یزل ہی کے اثر کر ہو

فرشتے بھی تمھاری شان میں رطب اللساں ہوں جب
نہ کیوں صل علےٰ کا غل زمین و آسماں پر ہو

## سنجر مدراسی

بشر سے بیاں کیا ہو شان محمدؐ — خدا خود ہے جب مدح خوان محمدؐ
تقدس ہے ان کے تقدس پہ نازاں — جو دل بن گئے رازدان محمدؐ
کچھ ایسے ہوئے غرق جلوۂ ملائک — خدا خود بنا میزبان محمدؐ
محمدؐ کے اوپر نبوت ہے نازاں — ہیں کل انبیا مدح خوان محمدؐ
جہاں جبرئیل امیں جبہ سا تھے — وہ تھا آستان آستان محمدؐ
خدا کی قسم ہے خدا ان کا عاشق — ازل سے جو ہیں عاشقان محمد
اجل آئے مجھکو تو یوں آئے یارب — مرا سر ہو اور آستان محمدؐ

# مدینے کے مسافر سے

## مدینے جانیوالے میری بھی کچھ عرض سنتا جا

لطفی رضوانی

قسم اس کی یہ جان ناتواں ہے جس کے ہاتھوں میں
قسم اس کی نظام دو جہاں ہے جس کے ہاتھوں میں

مبارک ہے وہ انساں جس کو طیبہ سے محبت ہے
مبارک ہے وہ دل جو دل کہ لبریز عقیدت ہے

گدائے صاحب قسمت! تری قسمت کا کیا کہنا
ترے جذبے کا کیا کہنا تری حسرت کا کیا کہنا!

مدینے جانے والے مجھ کو تجھ پر رشک آتا ہے!!
زہے قسمت، تری قسمت کا تارا جگمگاتا ہے!

مدینے جانے والے جا، سراپا شوق بن کر جا!
قدم کیا سر کے بل آنکھوں کے بل اس آستاں پر جا

تری آنکھوں کو حسن گنبد خضرا نظر آئے
مری آنکھوں کو تیری آنکھ کا نقشہ نظر آئے

پہونچنا جب حریم پاک میں رو رو کے یہ کہنا
کچھ ایسے بھی ہیں جن کا کام ہے فرقت کے غم سہنا

یہ مانا یہ ملوث ہیں زسرتا پا گناہوں میں
اثر رکھتے نہیں کچھ اپنے نالوں اپنی آہوں میں

مگر جیسے بھی ہیں جو کچھ بھی ہیں آخر تمھارے ہیں
سہارا دو کہ یہ بیکس تمھارے ہی سہارے ہیں

یہ پروانے تمھاری بزم کے اب بھی ہیں پروانے
یہ دیوانے تمھارے نام کے اب بھی ہیں دیوانے

دل بیتاب یہ بھی مرحبا سینے میں رکھتے ہیں
تمناؤں کے جوہر اپنے آئینے میں رکھتے ہیں

گلستاں سے رہیں پھر دور کیوں یہ بدنصیب آخر
جبیں آستاں سے دور کیوں رکھیں غریب آخر

مدینے جانے والے مجھ پہ یہ احسان فرما دے
حضور احمد مختار میری عرض پہونچا دے

نصرت سرجنس

# طلوعِ اسلام

جب مسلط تھا زمانہ پہ جہالت کا وبال
ناتوانی سے محبت کی مریضہ تھی نڈھال
بربریت نے مسرت کو کچل ڈالا تھا
دستِ گلچیں نے شگوفوں کو مسل ڈالا تھا
عرصۂ دہر میں پانی سے بھی ارزاں تھا لہو
خونِ انساں سے انسان کا ہوتا تھا وضو

خود تراشیدہ خداؤں کا نہ تھا کوئی شمار
معبدوں میں نظر آتی تھی خداؤں کی قطار
کبر و نخوت کے خدا، بغض و کدورت کے خدا
رنج و کلفت کے خدا، عیش و محبت کے خدا
موسمِ گل کے خدا، رنگِ گلستاں کے خدا
باد و باراں کے خدا، ابرِ بہاراں کے خدا
الغرض ایک جہاں اور خدا تھے لاکھوں
سلطنت ایک تھی فرماں روا تھے لاکھوں

---

خاک کے ڈھیر سے بل کھا کے شرارا نکلا!
افقِ زیست پہ تابندہ ستارا چمکا
نہ ستارا جسے پرتوِ یزداں کہیے
جس پہ فطرت کو بھی ہو ناز وہ انساں کہیے

رونمائی سے محمد کی کھلا رنگِ چمن
بھر گیا کیف کے پھولوں سے جہاں کا دامن
اور اوہام پرستی کا جنازہ نکلا!!
ایک معبود کے تخییل کی تائید ہوئی!
دہر میں مذہبِ اسلام کی تجدید ہوئی

---

سرمایۂ حیات بنا عشقِ مصطفےٰ
جس جس کو اس میں جلنا تھا منظور جل گیا
کہنا صبا مدینہ میں جا کر بصد نیاز
سرور درِ حضور سے تھا دور جل گیا

سرور صاحب

قاضی عبدالرشید صاحب یکتاؔ واسع درگاہ شریف بستی

# ہمارے دل میں یارب لذتِ قرآن پیدا ہو

وہی پھر آن پیدا ہو وہی پھر شان پیدا ہو
وہی پھر قلبِ مومن میں اگر ایمان پیدا ہو

مری ہیبت سے ہو یزداں شناسی قلبِ باطل کو
مرے جذبات حق سے وہ جلالی شان پیدا ہو

ہر اک مردِ مسلماں پیکرِ اسلام بن جائے
کوئی خالدؓ کوئی حیدرؓ کوئی عثمانؓ پیدا ہو

ترے احکام پر کردیں نچھاور اپنی جانوں کو
ہمارے دل میں یارب لذتِ قرآن پیدا ہو

وہی نغمات پھر گونجیں زمانے کی فضاؤں میں
وہی اعجاز ہو مردہ دلوں میں جان پیدا ہو

عبودیت کا حق ہم سے ادا کیا خاک ہو جائے
وہ وحدت میں مٹ جائیں یہی عرفان پیدا ہو

ہمارے بازوؤں میں قوتِ فخرِ علی بھر دے
الٹ دیں ہم درِ خیبر وہی ایمان پیدا ہو

پہاڑوں کی چٹانوں سے بھی ٹکرا جائیں ہم یکتاؔ
اگر اس قلزمِ ایماں میں طوفان پیدا ہو

# نعت

خمارؔ بنارسی

ترنم نورانی موجوں کا مرے دل کے اندر ہے
ابھرتا نفس میں نغمۂ اللہ اکبر ہے

تبسم نور کا گویا لبِ معجز نما پر ہے
جھلک برقِ تجلے کی ضیا خورشید انور ہے

نظر آتی ہے جس تصویر میں تنویر یزدانی
اسی تصویر کا نقشہ ہمارے دل کے اندر ہے

مدینہ کثرتِ انوار سے معمور ہے اتنا
کہ ہر ذرہ مدینے کا بنا خورشید خاور ہے

منور اس قدر عالم میں معراجِ پیمبر ہے!
کہ نقشِ پا محمدؐ کا ستاروں کی جبیں پر ہے

# غزلِ نعتیہ

محمد مزمل صاحب عباسی دانش چریاکوٹی

اس ماہِ رسالت کا یوں تن ہو حفاظت میں
ابر آکے کرے سایہ، سورج کی تمازت میں

سرتاجِ نجابت میں، سردارِ نبوت میں
سرشار تھے وحدت میں، یوں فرد تھے کثرت میں

تسبیحِ محمدؐ کی داخل ہے عبادت میں
"ورفعنا لک ذکرک" قرآن کی آیت میں

ہمسر نہ محمدؐ کا ہمپایہ نہ احمدؐ کا
عفت میں عدالت میں، شوکت میں شجاعت میں

بے مثل بہر معنی ارفع تھے نبوت میں
کوثر کے ہوئے ساقی خمخانۂ جنت میں

ہمدردِ ضعیفوں پر احسان اسیروں پر
نگراں تھے یتیموں کے پرساں تھے علالت میں

وہ پیکرِ روحانی وہ پرتوِ سبحانی!!!!
تسکینِ گراں جانی، ہر درد اذیت میں

جہلت نہ ملے اسکو پھر چون و چرا تک کی
فرزند بھی گر مجرم، آجائے عدالت میں

اک شمع فروزاں تھی اور گرد تھے پروانے
باطن میں خدا جانے انسان تھے خلقت میں

ہے جادۂ صد رحمت اک نقش قدم ان کا!
اور اس کے سوا کیا ہے کونین کی دولت میں
ایمان و عمل دانش دعوے نہ عبادت کا
سرمایہ ہے بس اتنا، ہوں آپ کی امت میں

# نعت

مسلم ہے قرآں شہادت نبی کی — خدا خود بتاتا ہے عظمت نبی کی
رلاتی ہے خوں مجھکو فرقت نبی کی — الٰہی دکھا جلد صورت نبی کی
یہ ہے اصل سرمایۂ دین و دنیا — الٰہی عطا کر محبت نبی کی
زمانے کا پھر سے تقاضا یہی ہے — کہ پھر آ پڑی ہے ضرورت نبی کی
خدا جس کو دے پار ہو اس کا بیڑا — ہے اللہ کی دین الفت نبی کی
مقامات بدر و احد جانتے ہیں — جلالت نبی کی شجاعت نبی کی
مدینے کے دل میں لگن لگ رہی ہے — خدا جانتا ہے حقیقت نبی کی
الٰہی عطا کر یہ جذب محبت — ہر اک ورد بن جائے الفت نبی کی
مجسد حسن و اخلاق و اخلاص و شفقت — دلوں پر ہے قائم حکومت نبی کی
مدینہ کی جانب چل اے جذبہ دل — کہ بے چین کرتی ہے فرقت نبی کی

سر حشر آخر کھلے گا یہ حیدر
رسولوں سے افضل ہے امت نبی کی

حکیم مرزا حیدر بیگ صاحب حیدر دہلوی

محترمہ زیب بمبئی

# آستانِ مصطفیٰ!

سفینہ زندگی کا آخری منزل پہ آپہونچا
نگاہِ لطف کیجے اے شفیعِ عاصیاں اب بھی

ذرا سی چھیڑ پر سو نغمۂ الفت نکلتے ہیں
نفس کا ساز ہے عشقِ نبی کا ترجماں اب بھی

ریاضِ دل میں داغِ عشقِ احمد مسکراتے ہیں
تصرف میں ہے میرے گلستاں کا گلستاں اب بھی

ہم اپنے ساتھ دنیا کی کہانی بھی بھلا بیٹھے
مگر اک نام احمد ہے جو ہے وردِ زباں اب بھی

ابھی تک نعرۂ تکبیر میں تاثیر باقی ہے
مسلمانو! بدل ڈالو نظامِ گلستاں اب بھی

بطرزِ خاص دنیا نے کئی پہلو بدل ڈالے
مگر شیخ و برہمن میں ہے بحثِ این و آں اب بھی

کوئی اے زیب یہ پیغام دے آفت کے ماروں کو
حصارِ عافیت ہے مصطفیٰ کا آستاں اب بھی

# رحمۃ للعالمین

وہ محبوبِ یزداں بشیر و نذیر — فرستادۂ خاص ربِّ قدیر
عجب روئے تاباں عجب آب و تاب — کہ پرتو سے بجلی بنی موجِ آب

وہ محبوبِ عالم شہِ اصفیا — حبیبِ خدا وارثِ انبیاء
نہیں ہوتے انساں ایسے وجیہہ
حسیں اسقدر وہ مہِ دلنواز — کہ خود حسن کو اس کے جلوے پہ ناز
وہ رخ مطلعِ صبحِ حق الیقین — صبیح و شگفتہ ملیح و حسین
وہ مہرِ سعادت وہ بدر الدجیٰ — وہ شمعِ حقیقت وہ شمس الضحیٰ
فروزاں ہے اس سے کہ نزدیک و دور
برابر اسی کا ہے آنکھوں میں نور

بے نظیر

# کملی والے

سپنے میں آجاؤ کملی والے — درشن دکھا جاؤ کملی والے
تو مورا بلما میں توری چیری — تو مورا راجہ او کملی والے
بھبوت رمایا ہے تورے کارن — جوگن بنا جاؤ کملی والے
نیا کا موری تو ہے کھویا — پار لگا جاؤ کملی والے
مولائی کا کوؤ ٹھکانا
کچھ تو بنا جاؤ کملی والے

# نعت

وہ رسولِ عربی، فخرِ رسولانِ سلف        ذاتِ اقدس سے ملا جس کی زمانہ کو شرف
جس پہ نازل ہوا قرآن سا کامل مصحف        جس کے تابع ہیں جن و انس ملائک بھی صف

اک وہی شمعِ نبوت جو ضیا بار آئی !
ساری تاریک فضا مطلعِ انوار ہوئی

ہر زمانہ میں پیمبر بھی نبی بھی آئے        مصلحِ ملی و ملکی بھی رشی بھی آئے
حق کے جوئندہ بھی اور حق کے ولی بھی آئے        واقفِ محرمِ اسرارِ ازلی بھی آئے

آئے دنیا میں بہت پاک و مکرم بنکر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بنکر

کس نے جام مے توحید پلایا سب کو        کس نے پیغامِ مساوات سنایا سب کو
راستہ کس نے حقیقت کا دکھایا سب کو        کس نے اس حسن کا دیوانہ بنایا سب کو

تم نے دیکھا ہے بہت دفترِ پیغام اس کا
اور ایسا کوئی گذرا ہو تو لو نام اس کا

کوئی صدیق سا گذرا ہو تو للہ بتاؤ        تم نے فاروق سا دیکھا ہے تو للہ دکھاؤ
کوئی عثمان سا آیا ہو تو للہ دکھاؤ        کوئی حیدر کا سا پایا ہو تو للہ دکھاؤ

ثانیٔ احمدِ بے میم تو کیا لاؤ گے !
اس کی امت کی مثالیں بھی نہیں پاؤ گے

جگر مرادآبادی

# غزل نعتیہ

نیاز و ناز کا سلسلہ مدینے سے
سلام شوق ادھر سے دعا مدینے سے

گیا حرم میں تو آئی ندا مدینے سے
نماز عشق تو ہوگی ادا مدینے سے

کنارہ کش ہوئی موج بلا سفینے سے
ملا ہے نام خدا ناخدا مدینے سے

پلٹ تو آئے ہیں اہل وفا مدینے سے
نہ آیا لیکن دل کا قافلہ مدینے سے

شمیم زلف معنبر مشام جاں کے لئے
اڑا کے لائی ہے باد صبا مدینے سے

مری نگاہ میں کونین کی حدیں ہیں یہی
شروع مکے سے اور انتہا مدینے سے

یہیں سے ملا دولت عرفان جسے بھی ملی
علی پہ باب معارف کھلا مدینے سے

تجلیات "سراج منیر" کیا کہنا
حریم حق میں بھی پھیلی ضیا مدینے سے

نگاہ حق ہے جدھر اپنی بھی نظر ہے ادھر
لگی کو مری اصل علی مدینے سے

حریم قدس کے جلوے ہیں منعکس جس میں
ملا وہ مجھکو امین آئینہ مدینے سے

حضرت محمد ابو مسلم صاحب امین اعظمی

---

اسی کے رنگ سے رنگین ہے بہار ارض و سما
اسی کے حسن کے آئینہ دار شام و سحر

ترے جلال کو دنیا پہ آشکار کیا
ترے جمال سے کھیلا ہے اسکا حسن نظر

(از مجاز لودھی اکبر آبادی)

# پیغمبرِ اعظم!

راتوں کو کھڑے رہتے ہیں با دیدۂ پرنم
ہو جاتے ہیں پائے متبرک متورم
سوتا ہے جہاں جاگتے ہیں سرورِ عالم
وہ ضامن و ستادِ نجاتِ بنِ آدم
پیغمبرِ اعظم

وہ نور جو قندیل میں محفوظ کبھی تھا
دنیا کے ستاروں کو ملا، دہر میں چمکا!
تاریک ہوئے بتکدے روشن ہوئی دنیا
سجدے میں گرے خوف سے الحاد کے پرچم
بُت ہوئے برہم

بوبکرؓ و عمرؓ حیدرؓ و عثمانؓ ہیں ستارے
ساحل کا پتہ جس کو ملا ان کے سہارے
طوفان سے بچ کر وہی پہونچے گا کنارے
لاریب دو عالم میں ہیں یہ فخرِ دو عالم
اصحابؓ مکرم

اللہ کے پیارے ہیں یہ سرکار کے پیارے
انسان کو لازم ہے یہاں دم بھی نہ مارے
توہین سے بھڑکائے نہ دوزخ کے شرارے
سرکار کے بعد ان کی ہے تعظیم مقدم!
سن اے ابنِ آدم

**پیغمبرِ اعظم**

وہ جس کو رہا کام فقط لطف و عطا سے
ہر اہل کو تسکین - یتیموں کو دلا سے !
وہ داد کا طالب بھی نہ تھا خلقِ خدا سے
وہ جس کو گوارا ہوئی تکلیف دو عالم

**وہ ذاتِ معظم**

اطوار وہ دلچسپ کہ ملک میں اتر آئیں !!
گفتار میں وہ دلکش و جاں بخش ادائیں
جو وحشی و جاہل کو بھی انسان بنائیں
دنیا کے لئے ضامنِ تہذیب ہے ہر دم

**ناموسِ ہمہ عالم**

اخلاق کا دنیا کو سبق اس نے پڑھایا!
آئینِ حکومت کا غلاموں کو سکھایا !
سرمایہ پرستی کو زمانے سے مٹایا !!
اب ہوتے نہ بنیاد پہ جو ظلم تھے پیہم

**پیغمبرِ اعظم**

جس ذات نے تفریق زمانے سے مٹا دی
جس ذات نے توحید کی لو دل میں لگا دی
جس ذات نے سوتی ہوئی تقدیر جگا دی !
وہ فخرِ عرب ، ماہِ مجسم ، شاہِ مسلم

**انوارِ مجسم**

آبادیِ دنیا پہ مسلط تھا اندھیرا
تاریکیٔ ضد نے زمانے کو تھا گھیرا
چاہی جو مشیت نے کہ ہو جائے سویرا
مبعوث ہوا ماہِ عرب ، مہرِ مکرم

# عرضِ حال

کس کا جمالِ ناز ہے جلوہ نما یہ سو بہ سو
گوشہ بہ گوشہ در بدر قریہ بہ قریہ کو بہ کو

اشک فشاں ہے کس لئے دیدۂ منتظر مرا!
دجلہ بہ دجلہ یم بہ یم چشمہ بہ چشمہ جو بہ جو

مری نگاہِ شوق میں حسنِ ازل ہے بے حجاب
غنچہ بہ غنچہ گل بہ گل لالہ بہ لالہ بو بہ بو!!!

جلوۂ عارضِ نبی۔ رشکِ جمالِ یوسفی!
سینہ بہ سینہ سر بہ سر چہرہ بہ چہرہ ہو بہ ہو

زلفِ درازِ مصطفےٰ گیسوئے لیل حق نما!!
طرہ بہ طرہ خم بہ خم۔ حلقہ بہ حلقہ مو بہ مو

بے ہوا اضطرابِ شوق رشکِ جنونِ قیس ہے
جذبہ بہ جذبہ دل بہ دل شیوہ بہ شیوہ خو بہ خو

تیرا تصورِ جمال میرا شریک حال ہے
نالہ بہ نالہ غم بہ غم نعرہ بہ نعرہ ہو بہ ہو

بزمِ جہاں میں آج بھی یاد ہے ہر طرف تری
قصّہ بہ قصّہ لب بہ لب خطبہ بہ خطبہ رو بہ رو

کاش یہاں کا سامنا ہو میں حریمِ ناز میں!
چہرہ بہ چہرہ رخ بہ رخ دیدہ بدیدہ دو بدو

عالمِ شوق میں رئیسؔ کس کی تلاش ہے مجھے
خطہ بہ خطہ رہ بہ رہ، جادہ بہ جادہ سو بہ سو

رئیسؔ امروہوی

# "ہدایائے نیاز"

آدم کے واسطے کچھ وجہِ شرف نہیں ہے
آدم اگر مقامِ کرّوبیاں پہ پہونچے

افزوں ہے بوالبشر سے خیرالبشر کا رتبہ
وہ آسماں سے اترے یہ آسماں پہ پہونچے

★

جھوم کر وہ اٹھا سحاب سحاب
ساقیا، ساقیا شراب! شراب!
شیخ جسکو کہے عذاب عذاب
رند اسکو کہیں ثواب! ثواب!

نقد دل ہے تو لیا قیمت مے میں ساقی!!!
اور کیا مانگتا ہے بندۂ بے دام بدام

مصحف رخ پہ ترے حلقۂ کاکل کی نشست
کوئی خط طلا سے بھلا اس لام سے لام

تیرا کوچہ ہے وہ سرچشمۂ رحمت کہ جہاں
خاص ہی فیض سے محروم نہ انعام سے عام

وہ ذات کہ جو باعث تکوین جہاں ہے
جس کے دل نازک پہ غم خلق گراں ہے
وہ ذات کہ جو حاصل کون و مکاں ہے
قائم ہے مجازاً اسی سے ہی یہ نظم دو عالم
صلے اللہ علیہ وسلم

# محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

مجید لاہوری

روشنِ قرآں رخِ تو ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کعبۂ ایماں کو تو ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
سمٹے تو محرابِ حرم ہے اور پھیلے تو بابِ حرم ہے
حسنِ خطِ ابروئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
سنئے اب اک خواب کا قصہ میری تمناؤں نے دیکھا
دنیا ہے اور کوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ختم ہوئی وہ خون کی ہولی جنگ کی بربادی بھی ہولی!
کھینچنے لگے دل سوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آگ کے شیطان کانپ رہے ہیں خونی سائے ہانپ رہے ہیں
سب کا رخ ہے سوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
دنیا کی تعمیر کا نقشہ انساں کی توقیر کا نقشہ
جلوۂ حسن روئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
انسانی دستور پہ بھاری شیطانی منشور پہ بھاری
نقش و نگار کوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ہونے لگا اسلام کا چرچا فطرت کے پیغام کا چرچا
دنیا لپٹی سوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم!

امن کی راہوں سے جو راہی بھٹکے ہوئے تھے جان گئے ہیں

امن کی خوشبو ہے خوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

سرد ہوئی نمرود کی آتش ہونے لگی رحمت کی بارش

آج بنفیض کوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

مائیہ صد تسکین جہاں ہے فرحت دل ہی راحت جاں ہے

خوشبوئے گیسوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

# تو صبح بہاراں کا پہلا نظارہ

بشر نیند سے جاگ جائے گا اک دن

تڑپ کر تیری اور آئے گا اک دن

تو بھٹکی ہوئی زندگی کا سہارا... محمد تو....

نہ پورب ہے مسکن نہ پچھم ٹھکانہ

نہ جانے کہاں ہے تیرا آشیانہ

کہ تو ایک پیغام ہے جاودانا

کہیں موج طوفاں کہیں پریم دھارا..... محمد....

محمد ہے دھرتی کا پہلا ستارا

تری نعت وجہ سکون دو عالم!

ترا اسم شفا ہے ہر صاحب غم

گواہ تیری عظمت پہ قرآن محکم

تو ٹوٹے ہوئے دل کا بنجارہ ستارا

# عید میلاد النبیؐ

اثر - آغا خلش کاشمیری

آج تشریف لائے ہمارے نبی    خاتم الانبیا رحق کے پیارے نبی

سر بسجدہ ہوئے آج جن و بشر
وقف توحید باری ہیں سنگ و شجر
کفر اوندھا ہوا بت گرے ٹوٹ کر
نور ہی نور ہے عرش پر فرش پر

جمع ہیں خیر مقدم کو سارے نبی    آج تشریف لائے ہمارے نبیؐ

مصدر رحمت عام، مولائے کل
شافع اہل کونین ختم الرسل
چاک جن کیلئے گریباں گل
از سما تا سمک ہے بپا شور و غل

آئے ملک عرب کے دلارے نبیؐ    آج تشریف لائے ہمارے نبیؐ

سرور ہر دو عالم حبیب خدا
حامی انس و جان، مصطفےٰ مجتبےٰ
مہر روز جزا، مظہر کبریا
کہہ رہا ہے خلش مرغ قبلہ نما

قبلۂ دین و دنیا ہیں پیارے نبی    آج تشریف لائے ہمارے نبی

# نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

شگفتہ تر ہے عالم میں عرب کا گلستاں اب بھی
ہر اک گل ہے وہاں کا غیرتِ باغِ جناں اب بھی

عرب سمجھے جاہلوں کو نطق حضرت نے جو بخشا تھا
وہی طرزِ تکلم ہے وہی حسنِ بیاں اب بھی

وہ چوکھٹ جس پہ سر رکھا محمدؐ کے غلاموں نے
وہ چوکھٹ کہ جو ہے سجدہ گاہِ قدسیاں اب بھی

زمانے بھر کے ٹھکرائے ہوؤں کو امن ملتا ہے
حصارِ عافیت ہے مصطفیٰؐ کا آستاں اب بھی

وہ صحرا جس میں پہلے نغمۂ توحید گونجا تھا
وہیں جا کر تو ہوگی روحِ انساں شادماں اب بھی

مجھے مایوس کیا کرتا خیالِ دوریٔ منزل
کہ میرا جذبۂ شوقِ زیارت ہے جواں اب بھی

میں اے اشرفؔ کسی کی نعت میں تقلید کرتا ہوں
جدا ہے ہر سخنور سے میرا طرزِ بیاں اب بھی!

حضرت اشرفؔ سرحدی

اختر انصاری اکبرآبادی

# سرورِ کائنات

ترا وجود ترا حسنِ ذات تھا لیکن ترے جمال کے قابل کوئی نگاہ نہ تھی
تجلیات کے عالم میں اور کچھ بھی نہ تھا جنونِ عشق سے جلووں کی رسم و راہ نہ تھی

---

حجاب اٹھنے لگے پھر رخِ مشیت سے پھر اک اشارے سے کل کائنات پیدا کی!
یہ آب و آتشِ رخشاں یہ خاک و بادِ رواں ملا کے اتنے عناصر حیات پیدا کی

---

فلک پہ ہو گئے خورشید و ماہتاب عیاں فضا میں جلوہ نما تھے جمیل تارے بھی!
مگر عجیب تھی تیری تجلیٔ محجوب کہ جس سے جاگ اٹھے تھے حسیں نظارے بھی

---

زمیں پہ بحرِ رواں موجزن کیا تو نے ہر ایک موج کے دامن میں ضوفگن تھے گہر
ہر اک گہر سے زیادہ حسین تھا وہ جلوہ وہ جلوہ جس کی نظر کیلئے تھا ہر منظر!

---

زمیں پہ پھول کھلائے مسکرائے غنچے بھی تھیں عطر بیز فضائیں لطیف رنگ
مگر تھا سب سے زیادہ حسین ایک ہی گل وہ گل کہ جس پہ ہو صدقے بہشت کا گلزار

---

وہ موجِ نکہتِ گل ہو کہ موجِ بادِ صبا وہ حسنِ صبحِ چمن ہو کہ ہو خرامِ نسیم
وہ موجِ نور جو گلزارِ کائنات میں ہے اسی ایک موج پہ صدقے ہزار موجِ تسنیم

# سرورِ کائنات کے حضور میں

(بلقیس جہاں سرداری بیگم پنہاں)

وفورِ ضبط سے سینہ تھا لالہ زار مرا  ہر ایک سانس تھا اک آہِ سوگوار مرا
اگرچہ خاک کے پیکر میں ڈھل گئی تھی میں  فرازِ عرش پہ پرّاں تھا قلبِ زار مرا
نمودِ شام و سحر سی تھی آگہی مجھ کو  لباسِ ہستیٔ کہنہ تھا تار تار مرا !!
فرشتے لے گئے مجھ کو حضور کے در پر
زہے جمالِ محمدؐ، زہے رخِ انور!
کہا حضور نے ملت کی غم نوا بیٹی  فضائے گیتی سے تیری آہ اٹھی !
زمین و عرش کے چودہ طبق لرزنے لگے  تری صدائے جگر سوز ہم تلک پہنچی
کہا یہ ہم نے فرشتوں سے جائیں دنیا میں  یہ کون عاشقِ امت ہے لائیں ابھی
تو اب بتا، مری امت کا حال کیسا ہے؟
یہ تیرے قلب پہ رنج و ملال کیسا ہے؟
حضور شرم سے گردن جھکائے آئی ہوں  ہزار ہا داغ کلیجہ پہ کھا کر آئی ہوں
جو حق پرست تھے نفسانیت کے پیکر ہیں  جہان تیرہ ہے، دامن بچانے آئی ہوں
حضور آپ کی امت کا حال ابتر ہے  میں غم کی آگ کو دل میں دبا کے لائی ہوں
فرنگی سحر کے طالب ہیں خاک داں والے
خدا کو بھول لٹنے جاتے ہیں اب جہاں والے
نہ اب وہ جوہرِ مرداں نہ خوئے زن باقی  نہ اب مجاہدِ ملت، نہ پئے وطن باقی

نہ اب وہ مسجد و منبر، نہ نعرۂ تکبیر! نہ خوفِ روزِ قیامت نہ زہد و تن باقی
نہ اب وہ حسن کی شوخی نہ عشق میں گرمی نہ جوئے شیر کی کوشش نہ کوہکن باقی

نہ اب وہ ملتِ بیضا، نہ اب وہ عہدِ کہن
نہ اب وہ دین کے پجاری نہ جوشِ حبِ وطن

مری دعاؤں کو یارب اثر طرازی دے مری صدائے حدیں کو تو سرفرازی دے
زمانہ درپئے آزارِ قومِ مسلم ہے محبِ خاکِ وطن کو تو مردِ غازی دے
دلوں کو جذبۂ ایماں سے پھر مصفا کر جبینِ شوق کو سجدوں کی پاکبازی دے

میں دردمند ہوں حسن لے مری دعا یارب
جو سو رہے ہیں ان کو خواب سے اٹھا یارب

# بارگاہِ رسالت میں

جہاں میں ہر طرف ہے بارشِ انوارِ ربانی
ہوئے ہیں جلوہ فرما دہر میں محبوبِ یزدانی
رکھی جانے کو ہے بنیادِ قصرِ دینِ فطرت کی
کرے گی محو حیرت سر کفر کو شانِ مسلمانی
نزولِ آیۂ نصر من اللہ سے ہے یہ ثابت
مسلماں کرنے والا ہے جہانگیری جہانبانی
جنابِ رحمۃ للعالمین کی آمد آمد ہے
ہوا ہے اہلِ عالم پر نزولِ فضلِ ربانی

نصر اللہ خان

# معراج

دے ولولۂ شوق جسے لذت پرواز ۔۔۔ کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج
مشکل نہیں یاران چمن، معرکۂ باز ۔۔۔ پرسوز اگر ہو نفس سینۂ دراج
ناوک ہے مسلماں، ہدف اسکا ہے ثریا ۔۔۔ ہے سرِّ سراپردۂ جاں نکتۂ معراج

تو معنی والنجم نہ سمجھا تو عجب کیا!
ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج

(ڈاکٹر اقبال)

# رہ رو راہ حجاز

السلام اے رہ رو راہ محبت السلام ۔۔۔ السلام اے جلوۂ حسن عقیدت السلام
السلام اے خاصۂ خاصانِ تسلیم و رضا ۔۔۔ اے وفا کیشی میں تو شہکار فطرت السلام
السلام اے نشۂ طوفاں کی نبض پر سکوں ۔۔۔ شورش الحاد میں روح سعادت السلام
ظلمت کفر و ریا میں شمع ایمان و یقیں ۔۔۔ کثرت مکر و دجل میں نور وحدت السلام
محشر کذب و ریا میں پر تو عدل الٰہ ۔۔۔ محضر صدق و صفا کی مہر حرمت السلام
السلام اے نازِ عبدیت کی نقش مطمئن ۔۔۔ نغمۂ مسرور ساز خالقیت السلام
السلام اے زندہ دار سنت ابن خلیلؑ ۔۔۔ اے علمبردار فرمان نبوت السلام
یونہی اٹھے جا بساط بزم اصنام قدیم ۔۔۔ اے حنیف اولیں کے نقش ثانی السلام

تازہ کر دے از سر نو مژدہ ذبح عظیم
اے ذبیح اللہ کے شوق شہادت السلام

علامہ بدر جلالی سابق ایڈیٹر مدینہ بجنور

# صبحِ مدینہ

اے صبحِ مدینہ صلِّ علیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ

سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ

الصبح بدا من طلعتہ واللیل دجیٰ من وفرتہ

جاتی ہے جدھر پر شوق نظر جلوہ جلوہ جلوہ جلوہ

کیا موسم ہے کیا عالم ہے تسبیح میں ٹھنڈے جھونکے ہیں

اک وجد میں ہے ڈالی ڈالی اک کیف میں ہے پتہ پتہ

کوہ و وادی، صحرا بستی، ہر چار طرف مستی مستی

کہتی ہے سانسیں لے لے کر ہر موج ہوا اللہ اللہ

تاروں پہ مستی چھائی ہے، بیہوشی ہے رعنائی ہے

بیداری ہے بینائی ہے، نورانی ہے ذرّہ ذرّہ

کیا شبنم نے چھڑکاؤ کیا، نیاں مکھے نتھرے پودوں کا

زندہ سیپی، سچا موتی، پچی پچا قطرہ قطرہ

زلفیں لہرائیں حوروں کی، یا شاخیں سبز کھجوروں کی

ہیں موج ہوا کی سانسیں، یا معصوم فرشتوں کا نغمہ

کس حسرت سے بیدار ہوئے کس عجلت سے تیار ہوئے

پھر نور کی جالی دیکھیں گے، اے شوقِ نظر تیرا رتبہ

اب مسجد کے میناروں پر رہ رہ کے پپیہے بولیں گے

اب رحمت کا در کھولیں گے، وا ہو گا جنت کا روضہ

خاموش فضائیں سوتی ہیں، پرکیف اذانیں ہوتی ہیں
اڑتی ہے ہوائیں گنبد سے ٹکرا کے صدائے الا اللہ

آنسو کیوں اُبلے پڑتے ہیں، یہ دل کیوں دہلا جاتا ہے
ہم اور مدینے کی بستی، اپنی پستی کا یہ درجہ

واللیل اذا یغشیٰ پڑھ کر، شب نے زلفیں لہرائی تھیں
والشمس ضیاء کہہ کر، کرنوں نے کھول دیا چہرہ

گنبد کا نور دمک اٹھا، روضے کا نور چمک اٹھا
دل کا گلزار لہک اٹھا، ماشاءاللہ ماشاءاللہ

رحمت کی گھٹا چھائے تم پر، اے خضرا کے جلوو!
بارش ہو درودوں کی تم پر، اے صلِ علیٰ محبوب اللہ

صوفی اک حسرت لایا ہے، ظلمت سے نور میں آیا ہے
یہ دل بھی نورانی کر دے، انوارِ مدینے کا صدقہ

از حضرت صوفی ایم اے

## صاحبِ مدینہ

ہے بےخودیٔ عشقِ حقیقی کا شناسا
ہر دل کب ہے مخمورِ تولائے مدینہ

آتی ہے جو ہر شے سے یہاں انس کی خوشبو
دنیائے محبت ہے کہ دنیائے مدینہ

ہے شام اگر گیسوئے احمد کی سیاہی
تو نورِ خدا صبحِ دل آرائے مدینہ

اے وہ کہ مُروّرِ ابدی کا ہے طلبگار
پی ساغرِ دل سے مئے مینائے مدینہ

ڈر غلبۂ اعدا سے نہ حسرت کہ ہے نزدیک
فرمائیں مدد سیدِ والائے مدینہ

مولانا حسرت موہانی

# بانسری بجائے جا

دیکھو نکلا آفتاب رات کی جا چکی رات — بانسری کی دھن میں ہے گوش نغمہ کائنات
کیا ہی دلفریب ہے تیری بانسری کی بات — کرنیں ناچنے لگیں بانسری کے سُر کے ساتھ
اے فقیر بے نوا بانسری بجائے جا

تیری بانسری کا نغمہ مجاز سے — ہو حقیقت آشنا صورت مجاز سے
کہنا ہو دور دل اگر شوخ مست ناز سے — بھیرویں راگ چھیڑ سوز اور گداز سے
اے فقیر بے نوا بانسری بجائے جا

تیرا گذر کہاں ہے خستہ دل اس مکان تک — سیکڑوں بے نشاں ہوئے نہ سکا نشان تک
جا نہیں سکتا اس جگہ گرچہ تیرا گمان تک — پر ترے درد کی صدا پہنچےگی اسکے کان تک
اے فقیر بے نوا بانسری بجائے جا

امجد

# نعت شریف

بڑی شان والی ہے عظمت نبیؐ کی — کہ جبریلؑ نے کی ہے خدمت نبیؐ کی
بنایا ہے جنت میں گھر اس نے اپنا — رکھی جس نے دل میں محبت نبیؐ کی
بلا ہی لیا پاس معراج کی شب — گوارا ہوئی جب نہ فرقت نبیؐ کی
سردار عالی سر عرش اعظم — یہاں بھی وہاں بھی حکومت نبیؐ کی
ملائک اتر آئے ہیں آسماں سے — بیاں ہو رہی ہے فضیلت نبیؐ کی

یاور لکھنوی

# نعت

شفاعت کا تاج مکلّل ہے سر پر — سلام آپ پر اے شافعِ روزِ محشر

سلام آپ پر اے نبی اکرمؐ ! — سلام آپ پر اے رسولِ مطہر

سلام آپ پر چارہ سازِ غریباں — فقیروں کے مونس غریبوں کے یاور

جمالِ محمدؐ سے پھیلا اجالا — سلام آپ پر اے سراپا منور

مدینے کی گلیاں تھیں خوشبو سے مہکی — سلام آپ پر اے معنبر معطّر

امیروں، غریبوں، فقیروں کے آقا — سلام آپ پر، دونوں عالم کے سرور

حبیبِ خدا وجہِ تخلیقِ عالم — سلام آپ پر صاحبِ حوضِ کوثر

میں ہرگز نہیں منہ دکھانے کے لائق — کرم آپ کا کھینچ لایا یہاں پر

وہ رحمت جو ہے عام دنیا کی خاطر — بکھر کر وہی مجھکو لائی یہاں پر

ادھر دیکھئے رحمتِ دین و دنیا — میں نادم ہوں اپنے گناہوں کے اوپر

ڈھلکتے ہیں آنسو مری چشمِ تر سے — نظر اک تلطف کی اے مہر گستر

بہت دور سے چل کر آیا ہوں آقا — نگاہِ کرم کیجئے میرے اوپر

طفیلِ ابوبکرؓ و فاروقؓ مجھ کو — دکھا دیجئے اپنا روئے منور

یہ آنکھوں سے کیسی جھڑی لگ رہی ہے — یہ کس کی محبت ہے سینے کے اندر

تفتّح آیا جرحِ قلبی تفتّح !

تمزّر آیا دردِ معنی تمزّر !

عروج قادری

بیاں توصیف اس یکتائے بے ہمتا کی کیونکر ہو
جو خود ہی آئینہ ہو آئینہ ہیں ہو سکندر ہو

سلام اس سرورِ عالم پہ اس بدر الدجیٰ پر ہو
درود اس پر زمانہ میں ہوا جسکا نہ ہمسر ہو

تمہیں ہو فاتح عالم تمہیں عالم کے سرور ہو
تمہیں تو فخر موجودات کے محراب و منبر ہو

نہیں کوثر کا پیاسا تشنۂ دیدار حضرت ہوں
ذرا میری طرف بھی اک نظر ساقی کوثر ہو

تمنا ہے الٰہی کہ مئے عشق محمدؐ سے
بوقت جانکنی لبریز میرے دل کا ساغر ہو

سیماب اکبرآبادی

میسر ہو جسکو محبت نبیؐ کی — اسے ہوگی اک دن زیارت نبیؐ کی
گئے سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے — ہوئی اس سے ظاہر فضیلت نبیؐ کی

متاع دو عالم کو ٹھکرا دوں حیرت
جو دیکھوں میں آنکھوں سے صورت نبیؐ کی

۴۸۶

حیرت گونڈوی

# نعت

پنڈت بالمکند عرش ملسیانی
جائنٹ ایڈیٹر رسالہ آجکل دہلی

حامل جلوۂ ازل پیکر نور ذات تو! — شانِ پیمبری سے ہے سوز کائنات تو
فیضِ عمیم سے تری قلب و نظر کی وسعتیں — مومنِ حق پرست کا وسیلۂ نجات تو
تیرے عمل کے درس سے گرم ہے خونِ ہر بشر — حسنِ نمودِ زندگی رنگِ رخِ حیات تو
عقدہ کشائی ایں و آں نور فزائی ہر مکاں — قبلۂ اہلِ دل ہے تو ذوقِ کشش حیات تو
شانِ بشر کا منتہا خالقِ دہر کا حبیب — مردِ خدا پرست کا آئینۂ حیات تو
موردِ التفات ہم تری نوازشات سے — ذاتِ خدائے پاک کی وقفِ نوازشات تو
قلب و نظر کے راز سب ہم پہ منکشف ہوئے — روحِ جہاں راز تو جانِ مکاشفات تو
کس کا ہے ظرف یوں لٹا شوق کا گنج شائگاں — کھول کے ہم پہ رکھ گیا قلب کے واردات تو

مدح سرائے مصطفٰے ہے تو عمل بھی چاہئے
عرش جو ہو سکے تو ہو عزم میں پر ثبات تو

---

خدا کی قسم ہے وہ جنت کا مالک — سمجھائی ہے جس نے شریعت نبی کی
مٹا فرقِ دنیا کہ شاہ و گدا کا — چلی جب جہاں میں شریعت نبی کی

نہیں نعت گوئی مرے بس کی احمر
خدا نے بیاں کی فضیلت نبی کی!

احمر بدایونی

# حضورِ رسالتؐ

(اقبالؒ)

مسلماں آں فقیرے کج کلاہے
رمید از سینۂ او سوزِ آہے

دلش نالد چرا نالد؟ نداند
نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

## آنحضرتؐ غیروں نظر میں

رفیق انور فاروقی (بصیرپوری)

**برنارڈ شا** ؎
شہرۂ آفاق ہے نقادِ عالم کا یہ قول
مصطفٰےؐ سے سیکھ کو امراضِ ہستی کا علاج

**لینن** ؎
دعویٰ جاہ خداوندی اگر کرتے رسولؐ
میں سرِ تسلیم خم کرتا درِ محبوب پر

**لیبان** ؎
رشکِ آدم، مردِ یکتا تاجدارِ دوجہاں
کملی والے نے زمانے کو بدل کر رکھدیا

**کارلائل** ؎
کارلائل معترف ہوتا ہے ان الفاظ میں
اسمِ احمد قوتِ لاانتہا کا نام ہے

**ٹالسٹائی**

وقت کا نقاد مرد اشتراکی کہہ گیا
میں نے سیکھا ہے بہت کچھ مصطفےٰ کی ذات سے

**گاندھی جی**

عالم جہالت جلوہ ساماں ہو گیا
تیرہ و تار تاریک راتوں کی سیاہی چھٹ گئی

مژدہ انسانیت لایا درود مصطفےٰ!
معصیت کی لاج کھلی قہرمانی مٹ گئی

اس کے درس عمل میں قوت پرواز ہے
آپ کی فکر و بصیرت زندگی کا راز ہے

## سلام بر مزار ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ

جاتا ہے قافلہ طرف کوئے مصطفےٰ
میرا سلام لیجئے بانوئے مصطفےٰ

اعزاز کا سبب ہو ترے در کی حاضری
میرا لقب ہو بلبل خوشگوئے مصطفےٰ

بے شمع و گل مزار سہی پھر بھی ہر طرف
پھیلی ہوئی ہے قبر پہ خوشبوئے مصطفےٰ

حوریں نثار ہیں ترے ہر تار زلف پر
تجھکو ملا تھا شانۂ گیسوئے مصطفےٰ

تھا تجھکو وحی غار حرا پر وہ اعتماد
تیری ہی گفتگو ہوئی دلجوئے مصطفےٰ

ہاں سب سے پہلے داخل اسلام تو ہوئی
اے طاہرہ، رفیقۂ پہلوئے مصطفےٰ

فرمائیے قبول بس اب آخری سلام
جاتا ہے آستاں سے سگ کوئے مصطفےٰ

بیتاب کر رہی ہے مدینے کی آرزو
یاد آرہا ہے قبۂ مینوئے مصطفےٰ

اب پوچھئے نہ حال شفیقؔ غریب کا!
دل سوئے مصطفےٰ ہے نظر سوئے مصطفےٰ

حضرت شفیق صدیقی جونپوری

# تقویم شمسی - ولادت نبوی سے وفات تک

| سال میلاد محمدی | سال مسیحی | خلاصہ حالات عالم | خلاصہ حالات محمدی |
|---|---|---|---|
| سنہ ۱ ربیع الاول | ۵۷۰ جون | ولادت باسعادت | حلیمہ سعدیہ نے رضاعت شروع کی |
| سنہ ۲ محرم | ۵۷۱ مارچ | | |
| سنہ ۳ " | ۵۷۲ " | خسرو پرویز کی حبشیوں سے لڑائی | حضرت حلیمہ کے ساتھ مکہ واپس لائے گئے |
| سنہ ۴ " | ۵۷۳ " | | لیکن بوجہ وبا واپس کئے گئے اور بقول |
| سنہ ۵ | ۵۷۴ " | | ابن اسحٰق چھ سال بنو ہوازن میں رہے |
| سنہ ۶ | ۵۷۵ " | | جو عرب کا فصیح ترین قبیلہ تھا۔ آپ نے اپنی |
| سنہ ۷ | ۵۷۶ " | | والدہ کے ساتھ مدینہ کا سفر کیا اور واپسی |
| سنہ ۸ | ۵۷۷ " | | پر حضرت آمنہ کا انتقال مقام ابوا پر ہوگیا اور آپ کے کفیل عبدالمطلب ہوئے۔ |
| سنہ ۹ " | ۵۷۸ " | حرب امیہ مستقل خاندان قرار پایا | وفات عبدالمطلب |
| سنہ ۱۰ " | ۵۷۹ " | | آپ کی کفالت ابوطالب نے شروع کی |
| سنہ ۱۱ " | ۵۸۰ " | ترکوں کا ایران پر حملہ | مکہ والوں کی بکریاں اجرت پر چرانے لگے |
| سنہ ۱۳ " | ۵۸۲ " | | سفر شام معہ ابوطالب و ابن مسعودؓ |
| سنہ ۱۴ " | ۵۸۳ " | | (واقعہ بحیرہ راہب) |
| سنہ ۱۵ " | ۵۸۴ " | | |
| سنہ ۱۶ " | ۵۸۵ " | | محرم میں سوق عکاظ میں لڑائی شروع |
| سنہ ۱۷ " | ۵۸۶ " | | ہوگئی (حرب فجار) آپ اس میں شریک ہوئے |
| سنہ ۱۸ " | ۵۸۷ " | | و بقول بعض (حرب بنو امیہ سالار فوج تھا |
| سنہ ۱۹ " | ۵۸۸ " | | |
| سنہ ۲۰ " | ۵۸۹ " | | |

| سال میلاد محمدی | سال مسیحی | خلاصہ حالات عالم | خلاصہ حالات محمدی |
|---|---|---|---|
| سنہ ۲۰ محرم | ۵۹۰ مارچ | خسرو ثانی نے قسطنطنیہ میں پناہ لی | حرب فجار بقول ابن ہشام و ابن سعد جبکہ آپ بیس سال کے ہو چکے تھے، |
| سنہ ۲۱ " | " | | حلف الفضول بعد حرب فجار۔ خطاب الامین |
| سنہ ۲۲ " | ۵۹۱ " | | |
| سنہ ۲۳ " | ۵۹۲ " | | تعمیر کعبہ میں حجر اسود نصب کیا |
| سنہ ۲۴ " | ۵۹۳ " | | |
| سنہ ۲۵ " | ۵۹۴ " | | خدیجہ رضؓ کا مال تجارت لیکر شام گئے |
| سنہ ۲۶ " | ۵۹۵ " | | واپسی پر ان سے نکاح کیا (ابن سعد ۸۲-۸۴) |
| سنہ ۲۷ " | ۵۹۶ " | | ولادت زینب رضؓ (زوجہ ابو العاص) |
| سنہ ۲۸ " | ۵۹۷ " | | سفر یمن (الحاکم فی المستدرک و ذہبی) <br> سفر بحرین (مسند امام حنبل ۲۰۶) <br> ولادت رقیہ رضؓ (زوجہ عتبہ) |
| سنہ ۲۹ " | | | سفر شام (؟) |
| سنہ ۳۰ " | ۵۹۹ " | | ولادت ام کلثوم رضؓ (زوجہ عتیبہ) |
| سنہ ۳۱ " | ۶۰۰ " | | |
| سنہ ۳۲ " | ۶۰۱ " | | ولادت فاطمۃ الزہراءؓ (؟) |
| سنہ ۳۳ " | ۶۰۲ " | | |
| سنہ ۳۴ " | ۶۰۳ " | خسرو نے روش سامراج پر حملہ کیا | ولادت طیب رضؓ (؟) |
| سنہ ۳۵ " | ۶۰۴ " | | |
| سنہ ۳۶ " | ۶۰۵ " | | ولادت طاہر رضؓ (؟) |
| سنہ ۳۷ " | ۶۰۶ " | | |
| سنہ ۳۸ " | ۶۰۷ " | | ولادت قاسم رضؓ (؟) |
| سنہ ۳۹ " | ۶۰۸ " | | |
| سنہ ۴۰ " | ۶۰۹ " | ہرقل نے سلطنت شروع کی | |
| سنہ ۴۱ رمضان | | | (۱) محمد الامام (دو در ب) ابتدائی نبوت |
| سنہ ۴۲ محرم | | | جب آپ چالیس سال کے ہو چکے تو رمضان |
| سنہ ۴۳ ذالحجہ | | | کی ۱۷ تاریخ (اکتالیسواں سال) کو غار |

| سال میلاد محمدی | سال مسیحی | خلاصہ حالات عالم | خلاصہ حالات محمدی |
|---|---|---|---|
| | | | میں نزول وحی عالم خواب میں ہوئی۔ بقیہ سنہ ۴۱، سنہ ۴۲، سنہ ۴۳ محمدی میں خفیہ طور پر دعوت اسلام دیتے رہے یہ زمانہ فترة الوحی کا کہلاتا ہے |
| سنہ ۴۳ محرم | ۶۱۳ مارچ | | (۲) محمد المنذر دعا المرکی محمدی سنہ ۴۴ کی ابتدا یعنی محرم سے دعوت۔ جہرا یعنی علانیہ دعوت اسلام شروع کی گئی تا ہجرت حبشہ یعنی رجب سنہ ۴۵ م (دور رب۔ الہ۔ اللہ۔ ملک۔ قادر) |
| سنہ ۴۵ محرم | ۶۱۴ مارچ | خسرو نے یروشلم لوٹ لیا اور فلسطین فتح کر لیا | محمد المنذر دعا المرکی |
| | | | " " " " |
| سنہ ۴۵ رجب | ۶۱۴ اکتوبر | | " " " " |
| سنہ ۴۶ ختم ذی الحجہ | ۶۱۶ فروری | | محمد المبشر والہادی (دور رحمان) |
| سنہ ۴۷ محرم | ۶۱۶ مارچ | | |
| سنہ ۴۸ محرم | ۶۱۷ " | چین میں تنگ خاندان شروع ہوا | (۴) محمد المرسل شعب ابوطالب |
| سنہ ۴۹ ذی الحجہ | ۶۱۸ " | خسرو ثانی نے مصر یروشلم | |
| | ۶۱۹ " | اور دمشق فتح کر لیا اور ایک فوج یونان بھیجی۔ | |
| سنہ ۵۰ محرم | ۶۱۹ " | | |
| سنہ ۵۱ " | ۶۲۰ " | | وفات حضرت خدیجہ رض و ابوطالب |
| سنہ ۵۲ " | ۶۲۱ " | | (۵) محمد الرسول اللہ |
| سنہ ۵۳ صفر | ۶۲۲ مئی | | محرم سنہ ۵۱ تبلیغ فی القبائل تا ہجرت یثرب صفر سنہ ۵۳ محمدی |

## سنین بعد ہجرت

| محمدی | عیسوی | ہجری | واقعات عالم | واقعات اسلام |
|---|---|---|---|---|
| سنہ ۵۴ | ۶۲۳ | سنہ ۱ھ | | ہجرت کی اجازت۔ قتال کا حکم |
| سنہ ۵۴ | ۶۲۴ | سنہ ۲ھ | | |

| محمدی | عیسوی | ہجری | واقعات عالم | واقعات اسلام |
|---|---|---|---|---|
| ۵۵ سنہ | ۶۲۴ | سنہ ۳ھ | | |
| ۵۶ سنہ | ۶۲۵ | سنہ ۴ھ | | |
| ۵۷ سنہ | ۶۲۶ | سنہ ۵ھ | | |
| ۵۸ سنہ | ۶۲۷ | سنہ ۶ھ | ایران کو ہرقل نے مغلوب کر لیا | |
| ۵۹ سنہ | ۶۲۸ | سنہ ۷ھ | کاوہ ثانی نے اپنے باپ | فتح مکہ |
| ۶۰ سنہ | ۶۲۹ | سنہ ۸ھ | خسرو کو قتل کیا اور شاہ بن گیا | |
| ۶۱ سنہ | ۶۳۰ | سنہ ۹ھ | | کفار و مشرکین سے برأت کا اعلان |
| ۶۲ سنہ | ۶۳۱ | سنہ ۱۰ھ | حجۃ الوداع | اعلان ہوا کہ نسی شیطانی عمل ہے (مساوات انسانی) |
| ۶۳ سنہ | ۶۳۲ | سنہ ۱۱ھ | | ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ مطابق ۸ جون آپ نے وفات کی (ابن سعد) |

## پس منظر اسلام

# انجمن خدام النبی (صلعم)

## اشعار

## حضرت شفیق صدیقی جونپوری!

ملک کے مایہ ناز شاعر حضرت شفیق صاحب جونپوری ۱۹۵۱ء میں جب حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو ان کو اتفاقاً بمبئی میں بھی کئی دن قیام کرنا پڑا۔ موصوف نے انجمن خدام النبی کی کارروائیوں کو ملاحظہ فرما کر دفتر انجمن عبد الصدیق مسافر خانہ میں فی البدیہہ یہ اشعار لاؤڈ اسپیکر پر حجاج کو سنائے:

احمد غریب
کارگزار جنرل سکریٹری انجمن ہذا

اگر محبوب ہے ذکر رسول ہاشمی آؤ
یہاں جمع ہیں مستان خدام النبی آؤ

اجالا کیوں نہ خدام النبی کا وجہ عرفاں ہو
وہ محفل ہے جہاں روشن ہے شمع زندگی آؤ

مبارک ہو حرم کے جانیوالو! نور ایماں!
ہمارے واسطے بھی لیکے پیغام خوشی آؤ

مدینہ کی فضا میں تم سراپا نور بن جاؤ
نگاہ دل میں لیکر مصطفےٰ کی روشنی آؤ

شفیق اسوقت خدام النبی کا دور چلتا ہے
چلو بیٹھے ہو کیا تم بھی شراب عشق پی آؤ

★